مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سُنّی دُنیا

بریلی شریف

مُدیرِ اعلیٰ:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

اپریل ۲۰۱۶ء

April 2016

جلد: ۱

اپریل ۲۰۱۶ء

شمارہ: ۴

مرکز سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی

مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیرِ اعلیٰ:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی، ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۲۰ روپے ❁ زرِ سالانہ: ۲۴۰ روپے ❁ بیرونی ممالک: ۱۵۰۰ روپے ❁ لائف ممبری: ۱۱۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543

فون: 0581-3291453, 2472166

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ رسوداگران بریلی شریف (یوپی)

Visit us: www.aalaahazrat.com

www.jamiaturraza.in,www.hazrat.org

E-mail:- atiqahmad@aalaahazrat.com, sunniduniya@aalaahazrat.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں

نوٹ: ممبران حضرات! اگر آپ کو سنی دنیا وقت سے نہیں مل رہا ہے، ڈاک سے متعلق کوئی معلومات حاصل کرنی ہے، یا بذریعہ ڈاک ممبر بننا ہے تو اس نمبر پر رابطہ کریں: 09259089193

اشاریہ

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	ادارہ	محمد یونس رضا مونس اویسی	۳
۲	تجلیات نعت	اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ	۵
۳	ضیائے قرآن	کنز الایمان	۶
۴	بہار حدیث	علامہ محمد عسجد رضا قادری	۷
۵	مرکزی دارالافتاء	مرکزی دارالافتاء	۸
۶	تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	محمد احسان الحق	۱۳
۷	علم کی اہمیت وضرورت	محمد محسن رضا	۲۲
۸	تیرے منگتے سے نہیں۔۔	معزالدین عثمانی مرکزی	۲۸
۹	نکاح رحمت۔۔جہیز زحمت	حافظ ہاشم قادری	۲۹
۱۰	عطائے رسول	مولانا عبدالباقی مرکزی	۳۵
۱۱	دستار فضیلت	ادارہ	۳۸
۱۲	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کوئز (ہندی)	حافظ شکیل احمد	۴۵
۱۳	ایمان کفر اور تکفیر (انگریزی)	حضور تاج الشریعہ	۴۸
۱۴			
۱۵			
۱۶			

سرکار غریب نواز سے اعلیٰ حضرت کی عقیدت

از: محمد یونس رضا یونس اویسی

عطائے رسول، شہنشاہ ہندوستاں، خواجہ خواجگاں، معین الملۃ والدین سیدنا وسندنا حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری معروف سرکار غریب نواز قدس سرہ العزیز کی ذات مجموعہ حسنات وبرکات ہے، سلطان الہند کی بزرگی، آپ کی خدمات کا کون معترف نہیں، اولیائے کرام، علمائے اسلام، مشائخ عظام، عرض عوام وخواص، اپنے بیگانے سبھی آپ کے آستانہ پاک پر حاضری دیتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔

آج اہل سنت وجماعت (مسلک اعلیٰ حضرت) کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک فضا یہ بھی تیار کرلی ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اوران کے خانوادے کے افراد کو سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والہانہ عقیدت نہیں ہے، ان کا ذکر نہیں کرتے ہیں، ان کے دربار میں حاضری نہیں دیتے، ان کے سلسلے کا احترام نہیں بجالاتے، طرح طرح کی باتیں پھیلائی جارہی ہیں۔ جو حضرات اہل علم ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ افواہ ہے اور بدظنی پھیلا کر اسلام وسنیت کو نقصان پہنچانے کی سازش ہے مگر جو حضرات واقف نہیں ہیں وہ شریر عناصر کے دام جال میں پھنس جاتے ہیں، بلکہ بہت سے لوگوں نے راقم السطور سے پوچھا کہ کیا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں کبھی حاضری نہیں دی، کیا ان کا ذکر اعلیٰ حضرت کی تحریر میں نہیں ہے کیا ان کے خانوادے کے لوگ یہاں حاضری نہیں دیتے وغیرہ وغیرہ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت کو سیدنا سرکار غریب نواز سے صرف لگاؤ ہی نہیں بلکہ ان کو آپ کے شہر سے بھی محبت تھی۔ انہوں نے آپ کی بزرگی اور بندہ نوازی کا اعتراف بھی کیا ہے اعلیٰ حضرت کو سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ سے کیا تعلق تھا اس پر متعدد تحریریں اور کتابیں معرض وجود میں آچکی ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ۔

اعلیٰ حضرت نے کئی مرتبہ اجمیر مقدس کی حاضری دی ہے۔ ثبوت کے طور پر ایک حوالہ لیجئے اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت برہان ملت کی کتاب اکرام امام احمد رضا میں ہے:

"اعلیٰ حضرت نے بمبئی سے بریلی شریف کا قصد کیا والد ماجد نے جبل پور تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا تو فرمایا: ابھی اجمیر شریف حاضری دیتا ہوا بریلی شریف جاؤں گا، ان شاء اللہ پھر کبھی جبل پور آؤں گا"۔ (اکرام امام احمد رضا ص ۸۲)

سیدنا اعلیٰ حضرت سرکار غریب نواز کی غریب نوازی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز ہیں"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱ ص ۴۳، رضا اکیڈمی)

پھر اعلیٰ حضرت کا تیور اجمیر کے ساتھ شریف سنہ لگانے اور معین الدین کے ساتھ غلام نہ لگانے پر ملاحظہ کریں: "اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ "شریف" نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام نہ کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی جلوہ افروزی حیات ظاہری ومزار پر انوار (جس کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدو اللہ ہے۔

صحیح بخاری شریف میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "من عاد لی ولیّا فقد اذنتہ بالحرب"۔

جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔

اور اگر یہ ناپاک التزام بربنائے کسل وکوتاہ قلمی ہے تو سخت بے برکتی وفضل عظیم وخیر جسیم سے محرومی ہے۔ کما افادہ الامام المحقق محی الدین ابوزکریا قدس سرہٗ فی الترضی اور اگر اس کا مبنیٰ وہابیت ہے تو وہابیت کفر ہے۔ اس کے بعد ایسی باتوں کی کیا شکایت؟ ما علی مثلہ بعد الخطاء اور اپنے نام سے غلام کا حذف کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم کا غلام بننے سے انکار واستکبار ہے تو بدستور گمراہ اور بحکم حدیث مذکورہ عدو اللہ ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین۔ اور اگر بربنائے وہابیت ہے کہ غلام اولیائے کرام بننے والوں کو مشرک اور غلام محی الدین اور غلام معین الدین کو شرک جانتا ہے تو وہابیہ خود زندیق، بے دین، کفار ومرتدین ہیں۔

وللکفرین عذاب مھین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ص ۱۸۷ و ۱۸۸ فتاویٰ رضویہ جلد ششم، رضا اکیڈمی ممبئی)

جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں ان مقامات میں سرکار غریب نواز کا روضۂ انور بھی ہے اس کا تصور اور مزاج بھی سیدنا اعلیٰ حضرت کے یہاں ملتا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہٗ"۔ (ذیل المدعا لاحسن الدعا)

اعلیٰ حضرت کو کئی جہت سے سلسلہ چشتیہ کی اجازت و خلافت بھی حاصل تھی اس لحاظ سے آپ بھی چشتی تھے "الاجازت المتینہ" میں تفصیل موجود ہے۔

سلسلہ رضویہ کے جتنے مشائخ ہیں سبھی کو سلسلہ چشتیہ کی اجازت وخلافت آج بھی دی جاتی ہے۔ "سلسلہ چشتیہ اور اکابر رضویہ" کے عنوان سے میرا مضمون ہے اسے ملاحظہ کریں۔

خانوادۂ رضویہ کے اکابر مثلاً حجۃ الاسلام، استاذ زمن، مفتی اعظم، مفسر اعظم وغیرہا نے سرکار غریب نواز میں حاضری دی ہے بلکہ استاذ زمن کا یہ کلام بڑا مقبول ومشہور ہوا۔

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

آج بھی اکابر رضویہ مسلسل دربار خواجہ میں حاضری دیتے ہیں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے متعدد مرتبہ حاضری دی ہے اور امسال بھی حاضر آستانہ ہو رہے ہیں آپ نے بھی ایک منقبت خواجہ کی شان میں لکھا ہے۔

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
خسرو دہر ہوا مانگنے والا تیرا

اعلیٰ حضرت نے ملفوظ میں فرمایا ہے: "حضرت خواجہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض وبرکات حاصل ہوتے ہیں"۔

(ملفوظ ج ۳ ص ۴۴)

ان حقائق کے ہوتے ہوئے لوگ آنکھوں میں دھول جھونکنے میں مصروف عمل ہیں اللہ تعالیٰ انہیں توفیق خیر دے۔

□ □ □

تجلیات نعت

امام اہل سنّت مجدّد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سنہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا

اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا
کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا

حضور ان کے خلاف ادب تھی بیتابی
مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا

نظارہ خاک مدینہ کا اور تیری آنکھ
نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا

کنارِ خاک مدینہ میں راحتیں ملتیں
دلِ حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

رضاؔ جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہ حبیب
تو پیارے قید خودی سے رہیدہ ہونا تھا

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بہاروں پر ہیں آج آرائش گلزار جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدان محبت کی

کھلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی
فضا ہر زخم کے دامن سے وابستہ ہے جنت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں امت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیران مصیبت کی

شہید ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیوں کر ہو
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغ جنت کی

کرم والوں نے در کھولا تو رحمت نے سماں باندھا
کمر باندھی تو قسمت کھول دی فضل شہادت کی

علی کے پیارے خاتون قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی

زمین کربلا پر آج ہے مجمع حسینوں کا
جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور و ظلمت کی

نہ ہوتے گر حسین ابن علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمین کربلا سے نہر جنت کی

حسنؔ سنی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیوں کر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

فرشتے جس کے زائر ہیں مدینے میں وہ تربت ہے
یہ وہ تربت ہے جس کو عرش اعظم پر فضیلت ہے

بھلا دشت مدینہ سے چمن کو کوئی نسبت ہے
مدینے کی فضا رشک بہار باغ جنت ہے

مدینہ گر سلامت ہے تو پھر سب کچھ سلامت ہے
خدا رکھے مدینے کو اسی کا دم غنیمت ہے

مدینہ ایسا گلشن ہے جو ہر گلشن کی زینت ہے
بہار باغ جنت بھی مدینے کی بدولت ہے

مدینہ چھوڑ کر سیر جناں کی کیا ضرورت ہے
یہ جنت سے بھی بہتر ہے یہ جیتے جی کی جنت ہے

ہمیں کیا حق تعالیٰ کو مدینے سے محبت ہے
مدینے سے محبت ان سے الفت کی علامت ہے

گدا گر ہے جو اس گھر کا وہی سلطان قسمت ہے
گدائی اس در والا کی رشک بادشاہت ہے

جو مستغنی ہوا ان سے مقدر ان کا خیبت ہے
خلیل اللہ کو ہنگام محشر ان کی حاجت ہے

مدینہ چھوڑ کر اختر بھلا کیوں جائیں جنت کو
یہ جنت کیا ہر اک نعمت مدینے کی بدولت ہے

ضیائے قرآن

کنزالایمان اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

سورۂ بقرہ مدنی **اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا** آیت نمبر ۲۰۱/۲۰۳

اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا (۲۰۱) {۳۸۷} ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ ہے {۳۸۸} اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے (۲۰۲) {۳۸۹} اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں {۳۹۰} تو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لئے {۳۹۱} اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے (۲۰۳)

خزائن العرفان صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان

{۳۸۷} دعا کرنے والوں کی دو قسمیں بیان فرمائیں ایک وہ کافر جن کی دعا میں صرف طلب دنیا ہوتی تھی آخرت پر ان کا اعتقاد نہ تھا ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں دوسرے وہ ایماندار جو دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کی دعا کرتے ہیں مسئلہ: مؤمن دنیا کی بہتری جو طلب دنیا کی بہتری جو طلب کرتا ہے وہ بھی امر جائز اور دین کی تائید و تقویت کے لئے اسلئے اس کی یہ دعا بھی امور دین سے ہے {۳۸۸} مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ دعا کسب و اعمال میں داخل ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ اکثر یہی دعا فرماتے تھے اللّٰھم اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار {۳۸۹} عنقریب قیامت قائم کر کے بندوں کا حساب فرمائے گا تو چاہئے کہ بندے ذکر و دعا و طاعت میں جلدی کریں (مدارک و خازن) {۳۹۰} ان دونوں سے ایام تشریق اور ذکر اللہ سے نمازوں کے بعد اور رمی جمار کے وقت تکبیر کہنا مراد ہے {۳۹۱} بعض مفسرین کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ دو فریق تھے بعض جلدی کرنے والوں کو گنہگار بتاتے تھے بعض رہ جانے والے کو قرآن پاک نے بیان فرمادیا کہ ان دونوں میں کوئی گنہگار نہیں۔

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، شہزادۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ ابو حسام محمد عبد رضا خان قادری ناظم اعلیٰ: جامعۃ الرضا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا ہاتھ پہونچتا ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک قربانی کے جانوروں میں افضل وہ جانور ہے جو قیمتی اور تندرست ہو۔ ۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پوری عمر والے جانور کی قربانی کرو مگر جب دشوار ہو تو بھیڑ کا چھ ماہ والا بچہ بھی ذبح کر سکتے ہو۔ ۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ اونٹ اور گائے ہر بدنہ میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حج و عمرہ میں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ایک ایک ڈیل دار جانور میں سات سات آدمی شریک ہوئے کسی نے ان سے پوچھا، کیا گائے کی قربانی میں بھی اتنے ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟ فرمایا: گائے بھی تو بدنہ ہی میں داخل ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربانی کر کے مجھے گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا تو میں نے اس کو بانٹ دیا۔ پھر مجھے حکم ملا کہ جھولیں خیرات کروں تو وہ بھی میں نے تقسیم کر دیں۔ پھر حکم ملا کہ کھالیں بھی بانٹ دو تو میں نے ان سب کو بھی تقسیم کر دیا۔ ۱۲۔ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے قربانی کے اونٹوں کے پاس کھڑے ہونے کا حکم فرمایا اور حکم دیا کہ سارے اونٹوں کا گوشت، جھولیں اور کھالیں سب تقسیم کر دوں۔ اور ان کی اجرت میں قصاب وغیرہ کو ان میں سے کچھ نہ دوں۔ ۱۲۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ہدی کے جانوروں پر بیش قیمت مصری نرم و نازک کپڑوں اونی چادروں اور دوسرے عمدہ کپڑوں کی جھولیں ڈالتے۔ قربانی کے بعد ان کو خانۂ کعبہ کا غلاف بنانے کے لئے بھیج دیتے تھے۔ ۱۲۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جب کعبۂ مقدسہ پر غلاف چڑھا دیا گیا۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہدی کے جانوروں کی جھولوں کا کیا کرتے تھے؟ فرمایا: صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ ۱۲۔ (فتاویٰ رضویہ)

فتاویٰ مرکزی دار الافتاء

مسئلہ

حضور مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مندرجہ ذیل مسائل کے کتب فقہیہ کی روشنی میں اطمینان بخش جوابات عنایت فرمائیں رب قدیر اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کے طفیل آپ کو صحت وسلامتی کے ساتھ تادیر برائے خدمتِ سنیت قائم رکھے۔

(۱) زید عمر وبکر ائمہ مساجد نے متعدد بار اپنی زبان سے تنظیم باغی علمائے اہل سنت قائم کرنے کا اظہار کیا ہے ازروئے شرع اس طرح کے کلمات بولنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مذکورہ اشخاص جنہوں نے ایسے جملے دہرائے ان کے بارے میں کیا حکم ہے نیز ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۲) زید عمر وبکر ائمہ مساجد ایسی محفلوں میں نکاح پڑھاتے ہیں اور شرکت کرتے ہیں جن میں باوجود منع کرنے کے تصویر کشی کی جاتی ہے اور بعض اوقات محفل نکاح کی ویڈیو فلم بھی بنائی جاتی ہے تو ایسی محفلوں میں نکاح پڑھانا یا شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز مذکورہ اشخاص میں بغرض ضرورت دنیوی مثلاً امتحان، گاڑی کا لائسنس وغیرہ اور کبھی بغیر ضرورت یاری دوستی میں تصویر کشی کراتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا اشخاص کو مسجد کا امام بنانا یا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے اشخاص کا کیا حکم ہے؟

(۳) کیا اپنی بھائی زاد، خالہ زاد، پھوپھو زاد بہن اور چچا زاد بہن سے بے پردہ بات چیت کرنا اور ان سے ملنا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر ایسا شخص و مذکورہ بالا غیر محرمات سے بے پردہ ملتا ہو یا بات چیت کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۴) زید امام مسجد ہے اور علم دین کا جاننے والا ہے باوجود اس کے ماہ رمضان میں معاوضہ کی غرض سے نماز تراویح کے لئے حفاظ کا مساجد میں تقرر کرتا ہے اس کا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۵) لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟ نیز مکبرین کی نیت اقتدا کا اعلان کر کے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھا سکتے ہیں اگر مذکورہ دونوں صورتوں میں جواب مثبت تو عام مساجد میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہونا چاہئے اگر جواب مذکورہ دونوں صورتوں میں منفی ہے تو پھر ایسی نمازوں کا کیا حکم ہے جو لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ ادا کی گئی اور ایسے شخص کا کیا حکم ہے جو لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھاتا ہو۔

(۶) جو شخص یہ کہتا ہو کہ مولویوں سے مجھے نفرت ہے یا اسی طرح کے توہین آمیز کلمات علماء وحفاظ کے متعلق دہراتا رہتا ہے ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز اسے مسجد کا امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) زید عمر وبکر ائمہ مساجد فساق معلنین کو سلام کرتے ہیں اور انکا احترام واکرام کرتے ہیں مذکورہ بالا اشخاص کا کیا

حکم ہے؟

امید ہے کہ حضور جوابات مطمئنہ سے نوازیں گے۔عین کرم ہوگا۔فقط۔والسلام۔ محمد علی قاضی، فاضل اشرفیہ

الجواب:

(۱) علمائے اہل سنت کی اطاعت بحکم قرآن کریم فرض ہے۔قال اللہ تعالیٰ ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا أَطِیْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِی الْأَمْرِ مِنْکُمْ۔الآیۃ﴾

(سورۃ نسا آیت۔۵۹)

یعنی اے ایمان والو اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم میں جو اہل حکم ہیں ان کی اطاعت کرو۔

آیت کریمہ میں اہل حکم سے علماء مراد ہیں کما فی الخازن وغیرہ واعتمدوہ اور علماء اہل سنت کی اطاعت اس نصیحت وخلوص کا ایک شعبہ ہے جس کا حکم سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام المدار نے دیا بلکہ اسے دین فرما کر امور دینی کا مدار اس پر رکھا حیث قال صلی اللہ علیہ وسلم فیما اورده البخاری ورواہ مسلم موصولا مرفوعا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علیہ السلام "الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم"

[بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۲، کتاب الایمان، مجلس برکات مبارکپور انعقاد گڑھ]

یعنی دین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ائمہ اور ان کے عام لوگوں کے لئے نصیحت یعنی خلوص ہے۔

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری اس کی شرح میں فرمایا:

"ای قوام الدین وعمادہ النصیحۃ (للہ) بأن یؤمن بہ ویصفہ کما یراہ ویخضع لہ ظاہرا وباطنا ویرغب فی محابہ بفعل طاعتہ ویرغب عن ما مساخطہ بترک معصیتہ ویجاہد فی رد العاصین الیہ والنصیحۃ (لرسولہ) علیہ الصلاۃ بان یصدق برسالتہ ویؤمن بجمیع ما اتی بہ ویعظمہ وینصرہ جہادا ومیتا ویحی سنتہ بتعلمہا وتعلیمہا ویتخلق باخلاقہ ویتادب بآداب ویحب اہل بیتہ واصحابہ واتباعہ واحبابہ"

یعنی دین کا قوام اور اس کا ستون نصیحت ہے اللہ تعالیٰ کے لئے بایں طور کہ اللہ پر ایمان رکھے اور اس کے لئے وہ صفات مانے جو اسے شایاں ہیں اور ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کے لئے خضوع کرے اور اس کی پسندیدہ باتوں میں رغبت رکھے بایں طور کہ اسکی اطاعت کرے اور اس کی نافرمانی کو چھوڑ کر ان باتوں سے اعراض کرے جو اس کے غضب کی باعث ہیں اور گنہگاروں کو اللہ کی طاعت میں لگانے کی کوشش کرے اور اس کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے نصیحت (خلوص) یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرے جو دین آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اس کی ہر بات پر ایمان رکھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرے اور آپ کی مدد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی اور قبر کی زندگی میں کرے اور آنحضرت کی سنت کو تعلیم و تعلم سے زندہ رکھے اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے اخلاق کو اپنا لے اور ان کے آداب سے آراستہ ہو اور ان کے اہل بیت واصحاب اور تابعین واحباب سے محبت رکھے۔

اور اس میں شک نہیں کہ اللہ کا دین پہنچانے والے اس کے احکام بتانے والے اس کو کونسی بات پسند اور کونسی ناپسند ہے یہ بتانے والے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر نصرت اور تعلیم کے ذریعے احیاء سنت اور اخلاق وآداب حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستہ کرنے والے یہی علماء ہیں اسی لئے تو اللہ نے انکی اطاعت کا حکم فرمایا ہے کہ ان کی اطاعت خدا اور رسول جل وعلا کی اطاعت ہے اور ان کے ساتھ

نصیحت وخلوص اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نصیحت ہے جنکا حدیث میں حکم ہے اور جسے دین فرمایا گیا تو علماء کی اطاعت اوران کی تعظیم وتکریم اوران سے محبت مدار دین ہے اوران سے بغاوت تو بغاوت بے وجہ شرعی کسی عالم سے بغض رکھنا اندیشہ کفر اور بے دینی کا سبب ہے ہندیہ میں ہے :"من ابغض عالما من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر" [فتاوی ہندیہ، ج ۲، ص ۲۸۲، کتاب السیر، باب التاسع فی احکام المرتدین، مرجب الکفر اسرائیل دار الفکر بیروت]

کاش یہ لوگ تنظیم اطاعت علمائے اہل سنت قائم کرتے۔ان کی تنظیم بغاوت علماء سے یقینا دین وسنت سے بغاوت ہے۔وہ لوگ توبہ کریں اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کریں ورنہ ہر سنی انہیں چھوڑ دے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ویڈیو فلم بنانا یا بنوانا فوٹو کھینچنا یا کھنچوانا جاندار کی تصویر کشی کرنے کے جملہ طریقے حرام ہیں حدیث میں ہے :: "ان اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون" [مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۵، باب التصاویر، مجلس برکات]

بیشک اللہ کے حکم میں سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا۔

جان بوجھ کر ایسی محفلوں میں شرکت حرام ہے اور ایسے لوگ جو فوٹو کھنچواتے ہیں لائق امامت نہیں بلکہ انہیں امام بنانا گناہ ہے اوران کے پیچھے نماز واجب الاعادہ ہے۔غنیۃ میں ہے :"لو قدموا فاسقا یاثمون" [غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص ۱۲۴، فصل فی الامامۃ، سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے :"کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تجب اعادتہا"۔واللہ تعالیٰ اعلم

[درمختار، ج ۱، ص ۱۲۸، ۱۲۹، باب صفۃ الصلوۃ، مطبع دار الفکر بیروت]

(۳) غیر محارم رشتہ داروں سے بھی شرعی پردہ ضروری ہے وہ پردہ کریں اور ستر وغیرہ اعضاء واجب الستر ڈھکیں ورنہ وہ گنہگار ہوں گی۔اور مرد پر فرض ہے کہ انہیں غیر محارم سے باز رکھے ورنہ وہ بھی ملزم ہے اور بعد ثبوت الزام واشتہار فسق اس کی امامت شرعا ممنوع۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نماز تراویح کا معاوضہ طے کرتا ہے یا وقت کی اجرت طے کرتا ہے پہلی صورت متحقق وثابت ہو تو یہ فعل اس کا ناجائز وگناہ ہے اوراس کی امامت گناہ ورنہ اس پر الزام نہیں کہ وقت کی اجرت طے کرنا جائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں ناجائز ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے بعض صورتوں میں نماز فاسد ہے اور بعض میں بعض مقتدیوں کی فاسد اور مظنہ فساد نماز تو بہر حال اور مکبروں کے ہوتے ہوئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عبث ہے اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز وگناہ اور مظنۂ فساد اب بھی قائم ہے بلکہ لاؤڈ اسپیکر پر اعتماد صورت نماز کا فساد اب بھی قائم ہے بلکہ لاؤڈ اسپیکر پر اعتماد کی صورت میں نماز کا فساد قطعا واقع ہوگا لہٰذا اس کا استعمال جائز نہیں اور بلا مجبوری اسے مقرر رکھنے والا ضرور ملزم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) بے وجہ شرعی کسی عالم سے بغض رکھنا سخت ہولناک ہے جس پر سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے اوراس کا اعلان وہ بھی سارے علماء سے نفرت کا سخت جرأت وبے باکی ہے بلکہ اپنی بے دینی کا اعلان ہے دین وایمان عزیز ہے تو توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی کرے کہ علماء کی اہانت کفر ہے اشباہ میں ہے :"الاستہزاء بالعلم والعلماء کفر"۔واللہ تعالیٰ اعلم [الاشباہ والنظائر، ج ۱، ص ۲۱۱، کتاب السیر، باب الردۃ، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت]

(۷) فساق کو سلام کرنا مکروہ تحریمی ہے اوران کی تعظیم وتکریم بھی شرعا ناجائز ہے۔کما فی الدر المختار۔["ویکرہ السلام علی الفاسق لو معلنا" [درمختار، ج ۶، ص ۴۰۹، کتاب

[الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیہ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: زید مسلمان ہے ہر بات کو سمجھتا ہے مگر ہر سال دسہرا کے موقع پر وہ میلہ میں جاتا ہے ان کی مورتی کو دیکھتا ہے مگر بکر نے منع کیا کہ ان کی مورتی کا دیکھنا اسلام میں حرام ہے پھر بھی زید نہ مانا اس بات پر اسلام کے قانون کو غلط بتاتا ہے۔ دس یوم تک جوان کا کھیل ہوتا ہے یعنی رام لیلا بڑے شوق سے جاتا ہے اور دیکھتا ہے کیا زید کا جانا شرع اسلام میں جائز ہے یا حرام؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

المستفتی: عبدالحمید

محلہ کڑہ پختہ، قصبہ آنولہ، بریلی

الجواب:

اگر یہ واقعہ ہے جو درج سوال ہوا تو زید کے قول وفعل دونوں کفری ہیں اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح فرض ہے۔ اگر وہ حکم شرع کے مطابق کفر سے رجوع کر کے دوبارہ اسلام میں داخل نہ ہو تو ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ: علاقہ کوکن تقریبا ۳۵ لاکھ شافعی المذہب مسلمانوں پر مشتمل ہے جس میں قریب قریب ۸۰ رفیصد سنی العقیدہ ہیں صورت حال یہ ہے کہ شوافع کے دینی وتعلیمی درسگاہوں کی کمی کی وجہ سے ایک عظیم مسئلہ درپیش ہے۔

وہ یہ کہ ان کو دینی رہنمائی کے لئے نہ تو صحیح العقیدہ شافعی علماء میسر ہیں اور نہ ہی نماز کی ادائیگی کے لئے ائمہ کرام۔ اس صورت حال کا فائدہ غیر مقلدین دیوبندی تبلیغی بھرپور اٹھا رہے ہیں وہ شافعی بن کر ان کی دینی رہنمائی کرتے ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں اور اسی حوالے سے ان کے عقائد خراب کر رہے ہیں اور وہابیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ ادھر شوافع کو اتنی مہلت نہیں کہ وہ درسگاہیں قائم کر کے اس کا تدارک کریں کیوں کہ اس میں کم وبیش دس سال صرف ہوں گے۔ اس درمیان وہابیت کے فروغ کے قوی امکانات ہیں۔

ایسی صورت میں اگر کچھ حنفی علماء اور حفاظ محض سنی شوافع گمراہی اور بدمذہبی کے فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے امام اعظم کی تقلید چھوڑ کر امام شافعی کی تقلید اختیار کریں اور صدق دل سے شافعی ہو کر شوافع کی امامت اور تبلیغ سنیت کریں تو وہ اجر وثواب کے مستحق ہوں گے یا تبدیلی مذہب فقہی کی بنا پر گنہگار ہوں گے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام

شفیع حسن ناڈکر۔

الجواب:

تبدیلی مذہب بلاضرورت شرعیہ ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ اس پر سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے کمافی ردالمحتار۔ سنی شوافع کے عقائد کی حفاظت سنی صحیح العقیدہ مبلغین حنفی رہ کر کر سکتے ہیں اور غیر مقلدوں کے بہروپ کا پردہ اچھی طرح فاش کر سکتے ہیں اس کے لئے حنفی کو شافعی ہونا کیا ضرور اور امامت کے لئے بھی تبدیلی مذہب کی ضرورت نہیں۔ بلکہ شافعی حنفی کی اقتدا کر سکتا ہے البتہ شافعی عوام کو شافعی مذہب پر عمل دشوار ہو یوں کہ مسائل شافعیہ پر اردو میں کتب دستیاب نہ ہوں نہ کوئی شافعی مفتی مرجع فتویٰ ملے کہ انہیں ان کے مسائل بتا سکے اور غیر مقلدوں سے اصول عقائد وفروعی مسائل میں گمراہی وبے دینی کا سخت اندیشہ ہو تو عوام شافعیہ کے حق میں ضرورت داعیہ تبدیل مذہب

ومتقاضی اختیار حنفیت ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا نعت شریف میں یا محمد لکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ مثال کے طور پر یہ مطلع دیکھئے۔

مرے لب پہ یا محمد یہی بات دائمی ہے
مری عاشقی میں کیونکر دیدار کی کمی ہے

المستفتی: شمیم شجری

سرمالہ روڈ اشوک نگر، رتلام

الجواب:

صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مجرد نام سے پکارنا ناجائز ہے۔ قال تعالیٰ ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ الآیۃ (سورۂ نور آیت - ۶۳)

اس رسول (علیہ الصلاۃ والسلام) کا پکارنا اس طور پر نہ ٹھہراؤ جیسے آپس میں تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اور سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کا دیدار بڑی سعادت ہے جو محض سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کا کرم ہے اتباع شریعت اور سرکار سے محبت اور ان کی سنت پر عمل اور اپنے آپ کو اور اپنے عمل کو ہیچ جاننا یہ سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام سے قرب کے اسباب ہیں۔ شعر میں خودستائی ہے جو مذموم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) ایک شخص کا نام "نائب رسول" ہے عمر وبکر میں جھگڑا ہوا بکر کا کہنا ہے کہ "نائب رسول" نام رکھنا از روئے شرع حرام وناجائز ہے۔ عمر وکہتا ہے کہ "نائب رسول" از روئے شرع نام رکھنا جائز ہے اس قسم کے نام رکھ سکتے ہیں مثلاً محمد رسول، نائب رسول، رسول وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا اس قسم کے نام رکھنا کیسا ہے اور جس شخص کا نام ہے اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے۔

(۲) ایک شخص کا نام "خداوند" ہے اب زید بکر میں جھگڑا ہوا زید کا کہنا ہے کہ خداوند کا نام صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے کسی انسان کا نام خداوند رکھنا حرام وناجائز ہے بکر کا کہنا ہے کہ خداوند نام رکھنا انسان کا جائز ہے حرام وناجائز نہیں۔ لہٰذا شرع سے مطلع فرمائیں تاکہ مسئلہ صاف ہوجائے۔ فقط والسلام۔

المستفتی: اقبال احمد،

نرساوا وبیٹ، گنٹور، اے۔ پی۔

الجواب:

(۱) نائب رسول نام رکھنا ضرور ممنوع ہے کہ اس میں تزکیہ ہے اور ایسا نام رکھنا شرعاً منع ہے جس میں تزکیہ نفس وخود ستائی ہو اور رسول نام رکھنا اشد حرام ہے کہ اس میں صوری طور پر ادعائے رسالت ہے۔ غلام رسول، عبدالرسول، عبدالنبی نام رکھنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) خداوند مطلق بے اضافت مثل خدا واللہ خاص بر ذات باری تعالیٰ ہے اس کا اطلاق غیر خدا پر حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب اور اضافت کے ساتھ دوسرے کے لئے جائز و مستعمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

□ □ □

تعلیماتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

از محمد احسان الحق کشن گنجوی البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ یوپی

جب ہم آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پیچھے کی طرف نظر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ساری دنیا جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، دنیا کے کسی بھی خطے میں انسانیت کے صحیح خدوخال موجود نہ تھے، انسانی قدروں کی نشوونما کی کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی، حتیٰ کہ انسان خدائے وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر لاتعداد معبودوں کی پرستش میں گم ہو چکا تھا۔ یقیناً ایسے عالم میں ضرورت تھی ایک ایسے معلم و مربی کی جو لوگوں کو دین حق کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ ان کی ایسی تعلیم و تربیت کرے کہ جس سے تمام بد کاریوں اور برائیوں کا سدباب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر کرم نوازی کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم کائنات بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس عظیم ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دیا اور اسے کمال تک پہنچایا۔

تعلیمات نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی ذات بابرکات کو تا قیام قیامت پیدا ہونے والے تمام مؤمنین کے لیے اسوۂ حسنہ اور نمونۂ عمل قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" (۱)

بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔ (۲)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابوالقاسم جار اللہ محمود بن عمر بن محمد الزمخشری (۴۶۷ھ–۵۳۸ھ) لکھتے ہیں: "أی فیه خصلة من حقها أن یؤتی بها وتتبع"۔ (۳)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی اہم خصلتیں ہیں کہ جن کی پیروی اور اتباع ہمارے لیے ضروری ہے۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں: "أی کان لکم قدوة فی النبی صلی اللہ علیه وسلم حیث بذل نفسه لنصرة دین اللہ فی خروجه الی الخندق" (۴)

یعنی تمہارے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نمونۂ عمل ہے کیوں کہ آپ نے اپنی ذات کی پرواہ کیے بغیر دین الٰہی کی نصرت کی خاطر خندق کی طرف نکل پڑے۔

علامہ شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ (۱۱۲۷ھ) لکھتے ہیں: "والمعنی لقد کان لکم فی محمد صلی اللہ علیه وسلم خصلة حسنة وسنة صالحة حقها أن یؤتسی بها أی یقتدی کالثبات فی الحرب ومقاساة الشدائد فانه قد شج فوق حاجبه وکسرت رباعیته وقتل عمه حمزة یوم أحد وأوذی بضروب الأذی فوقف ولم ینهزم وصبر فلم یجزع، فاستنوا بسنته وانصروه ولا تتخلفوا عنه"۔ (۵)

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے مؤمنو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اچھی خصلت اور بہترین طریقہ ہے۔ جس کا حق یہ ہے اس کی اتباع کی جائے، جیسے جنگ میں

ثابت قدم رہنا اور شدائد وتکالیف کو برداشت کرنا۔کیوں کہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابروئے مبارک کے اوپر زخم آئے، آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور بری طرح تکلیف پہنچائے گیے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں ڈٹے رہے، شکست کھا کر بھاگے نہیں، بلکہ صبر کا مظاہرہ کیے اور گھبرائے بھی نہیں۔لہذا تم ان کے طریقے کو اپنالو اور ان کی (اور ان کے دین کی) مدد کرو اور کبھی بھی ان کی خلاف ورزی نہ کرو۔

آیت مذکورہ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمۃ (۱۹۱۸ء-۱۹۹۸ء) لکھتے ہیں:

"یہ آیت غزوۂ خندق کے ایام میں نازل ہوئی جب کہ دعوت حق پیش کرنے والوں کے راستے میں پیش آنے والی ساری مشکلات اور آلام ومصائب پوری شدت سے رونما ہوگیے۔دشمن سارے عرب کو ساتھ لے کر آدھمکا ہے۔یہ حملہ اتنا اچانک ہے کہ اس کو پسپا کرنے کے لیے جس تیاری کی ضرورت ہے اس کے لیے خاطر خواہ وقت نہیں۔تعداد کم ہے، سامان رسد کی اتنی قلت ہے کہ کئی وقت فاقہ کرنا پڑتا ہے۔مدینہ کے یہودیوں نے عین وقت پر دوستی کا معاہدہ توڑ دیا ہے۔ان کی غداری کے باعث حالات مزید پیچیدہ ہوگیے ہیں۔دشمن سیلاب کی طرح بڑھا چلا آرہا ہے۔اس کے پہنچنے سے قبل مدینہ طیبہ کی مغربی سمت کو خندق کھود کر محفوظ بنا دینا از حد ضروری ہے۔

ان حالات میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے دوش بدوش موجود ہیں۔خندق کھودنے کا موقع آتا ہے تو ایک عام سپاہی کی طرح خندق کھودنے لگتے ہیں۔مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں۔دوسرے مجاہدین کی طرح فاقہ کشی کی تکلیف بھی برداشت فرماتے ہیں۔اگر صحابہ نے پیٹ پر ایک پتھر باندھ رکھا ہے تو شکم رسالت پر دو پتھر بندھے دکھائی دیتے ہیں۔مہینہ بھر شدید سردی میں میدان جنگ میں صحابہ کے ساتھ دن رات قیام فرما ہیں۔دشمن کے لشکر جرار کو دیکھ کر بھی پریشان نہیں ہوتے۔بنو قریظہ کی عہد شکنی کا علم ہوتا ہے تب بھی جبین سعادت پر بل نہیں پڑتے۔منافقین طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے میدان جنگ سے فرار اختیار کرنے لگتے ہیں تب بھی پریشانی نہیں ہوتی۔ان تمام ناگفتہ بہ حالات میں عزم واستقلال کا پہاڑ بنے کھڑے ہیں۔قدم قدم پر صحابۂ کرام کی دل جوئی فرماتے ہیں۔منافقین سے صرف نظر کرتے ہیں۔دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔

پھر جنگی اور سیاسی خطوط پر ایسی تدبیریں کی جاتی ہیں کہ دشمن آپس میں ٹکرا جاتا ہے اور حملہ آور خود بخود محاصرہ اٹھا کر ایک دوسرے پر گالیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے، ایک دوسرے پر غداری اور عہد شکنی کے الزامات لگاتے ہوئے بھاگ جاتا ہے۔غرضیکہ یہ ایک ماہ کا عرصہ ایسا ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سارے پہلو اپنی پوری دل فریبیوں کے ساتھ اجاگر ہوجاتے ہیں۔اس وقت یہ آیت نازل فرمائی گئی، کہ ان مہیب خطرات میں تم نے میرے پیارے رسول کا طریقۂ کار دیکھ لیا۔یہ کتنا راست، سچا اور اخلاص وللّٰہیت کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔یہی تمہاری زندگی کے ہر موڑ پر تمہارے لیے ایک خوبصورت نمونہ ہے۔اس کے نقش قدم کو مشعل راہ بنالو۔اس کے دامن شفقت کو مضبوطی سے تھام لو یقیناً منزل تک پہنچ جاؤ گے"(۶)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تمام مؤمنوں کے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات اور لائحہ عمل ہے۔

جن پر عمل پیرا ہو کر ہی دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

تعلیمات نبوی (ﷺ) احادیث کی روشنی میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم کائنات بنا کر مبعوث کیے گئے۔ اور چونکہ صحابہ کرام آپ سے تربیت یافتہ تھے اس لیے انہوں نے ہر ہر معاملے میں آپ کا اتباع ضروری سمجھا۔ چنانچہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے، اور حج پر جانے کے لیے سواری ان کے دروازے پر کھڑی تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اس سال لوگوں کی آپس میں لڑائی ہو جائے گی اور آپ کو وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کرنے سے روک دینگے۔ اس لیے اگر آپ نہ جائیں تو اچھا ہوگا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "قد خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحال کفار قریش بینہ وبین البیت، فان حیل بینی وبینہ أفعل کما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) ثم قال أشھدکم أنی قد أوجبت مع عمرتی حجا" (۷)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حج کے لیے نکلے تھے لیکن کفار قریش نے آپ کو بیت اللہ تک جانے سے روک دیا تھا، لہذا اگر مجھے بھی روکا جائے گا تو میں بھی وہی کروں گا جو رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ (کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) کہ بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ ایک حج واجب کر لیا ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی ان سے پوچھا کہ اگر کسی نے یہ نذر مانا کہ وہ ہر روز (سال بھر) روزہ رکھے گا، پھر عید الاضحیٰ یا عید الفطر کا دن آ گیا تو وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ روزہ رکھے گا یا نہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. لم یکن یصوم یوم الأضحی و الفطر، و لا یری صیامھما" (۸)

یعنی تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن روزہ رکھتے تھے اور نہ ہی روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا کہ صحابہ کرام اپنے تمام معاملات کو اسوۂ حسنہ کے مطابق انجام دیتے تھے، اور تمام مسائل کا حل آپ کی تعلیمات سے نکالتے تھے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تعلیمات اور اپنے طریقۂ کار کو ہدایت کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "قد ترکت فیکم أمرین ان تمسکتم بھما لن تضلوا أبدا، وھی کتاب اللہ و سنۃ نبیہ" (۹)

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہے۔ اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے، اور وہ کتاب اللہ (قرآن) اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

اسی طرح جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرتے ہیں اور اسے نئی زندگی دیتے ہیں انہیں اعلیٰ درجے کی خوش خبری دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "من أحیا سنتی فقد أحبنی و من أحبنی کان معی فی الجنۃ" (۱۰)

جس نے میری ایک سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

یقینا وہ لوگ جو تعلیمات نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہیں ان کے لیے ان احادیث میں جنت کے اعلیٰ درجے کی ضمانت ہے۔

اب ہم ذیل میں تعلیمات نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

اخلاق حسنہ کی تعلیم

اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں اور دولتیں جو مسلمانوں کو ملی ہیں ان میں اخلاق حسنہ نہایت ہی اہم ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق حسنہ کے اعلیٰ معیار کے نمونۂ کامل تھے، جس کی گواہی قرآن کریم نے بھی دی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ" (۱۱)

اور بیشک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔ (۱۲)

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق کریمانہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "بعثت لاتمم صالح الاخلاق" (۱۳)

میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اچھے اخلاق کی اہمیت اور اس کی طرف رغبت دلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "أكمل المؤمنين ايمانا أحسنهم خلقاً و خياركم خياركم لنسائهم خلقاً" (۱۴)

مؤمنوں میں اس ایمان کامل ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں، اور تم میں وہ بہتر ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: "ان من خيركم أحسنكم خلقا" (۱۵)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

یقیناً یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا ہی نتیجہ ہے کہ آپ نے لوگوں کے دلوں سے ظلمت و جہالت کو دور کر کے نور صداقت و معرفت الٰہی سے بھر دیا۔ یہ بات مسلم ہے کہ اگر آج بھی مسلمان اپنے اخلاق و کردار کو عمدہ بنالیں اور اپنی زندگی کو تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھال لیں تو آج بھی دنیا میں باعزت و سرخ رو ہو کر جیئیں، اور آخرت میں فوز و فلاح کے مستحق بھی ہوں۔

شفقت و رحمت کی تعلیم

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات کے لیے رحیم و شفیق بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ آپ کے رحمت و شفقت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" (۱۶)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔ (۱۷)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ" (۱۸)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان۔ (۱۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر رحمت و شفقت کا عملی نمونہ پیش کرتے رہے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے رہے۔ اور بے رحمی اور دوسروں پر ظلم و ستم کرنے سے ہمیشہ باز رہنے کی تعلیم دی، چنانچہ جو لوگ دوسروں پر رحم نہیں کرتے اور ظلم جبر سے کام لیتے ہیں ان کے لیے بطور وعید آپ نے ارشاد فرمایا: "من لا يرحم لا يرحم" (۲۰)

جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا ہے اس پر بھی (بروز قیامت) رحم نہیں کیا جائے گا۔

حضرت سہل بن حنظلیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گزرے جو شدید بھوکا تھا، حتی کہ بھوک کی وجہ سے اس کی پیٹھ، پیٹ سے لگ گئی تھی، تو جوں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت اس اونٹ پر پڑی تو آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''اتقوا اللہ فی ھذہ البھائم المعجمۃ، فارکبوھا صالحۃ و کلوھا صالحۃ'' (۲۱)

تم لوگ ان گونگے جانوروں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، ان پر سواری کرو اچھی طریقے سے اور انہیں کھاؤ اچھے طور پر۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مذکور میں اپنی امت کو تعلیم دے رہے ہیں کہ انسان تو انسان جانوروں پر بھی شفقت و رحمت کا برتاؤ کرنا چاہیے اور ہرگز انہیں تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ نیز انہیں اچھے طریقے سے کھلانا پلانا چاہیے، اور ان پر قوت برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے، اور نہ ہی بے رحمی سے انہیں مارنا چاہیے۔ کیوں کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، اور قیامت کے دن ان کے بارے بھی حساب دینا ہوگا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دخلت امرأۃ النار فی ھرۃ ربطتھا، فلم تطعمھا، ولا تدعھا تأکل من خشاش الارض'' (۲۲)

یعنی ایک عورت جہنم میں ڈالی گئی محض اس لیے کہ اس نے ایک بلی کو بلاوجہ باندھ کر رکھا اور اسے کھانا پانی بھی نہیں دی، اور نہ ہی اسے چھوڑی کہ گھاس پھوس ہی کھالیتی (اور اپنی جان بچالیتی)۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بینا رجل یمشی فاشتد علیہ العطش، فنزل بئرا فشرب منھا، ثم خرج فاذا ھو بکلب یلھث، یاکل الثری من العطش، فقال: لقد بلغ ھذا مثل الذی بلغ بی، فملأ خفہ ثم أمسکہ بفیہ ثم رقی، فسقی الکلب فشکر اللہ لہ، فغفر لہ فقالوا یا رسول اللہ، وان لنا فی البھائم أجرا، قال: فی کل کبد رطبۃ أجر'' (۲۳)

یعنی ایک شخص راستہ طے کر رہا تھا تو اسے شدید پیاس کا احساس ہوا، وہ ایک کنویں کے پاس رکا اور پانی پی کر جانے لگا تو اس کی نظر ایک کتے پر پڑی جو تیز تیز ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ کھا رہا تھا، تو اس شخص نے اپنے دل میں سوچا کہ اسے بھی وہی چیز (سخت پیاس) پہنچی ہے جو مجھے پہنچی تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنے خف (چمڑے کے موزے) میں پانی بھرا اور اس کو اپنے منھ سے پکڑا اور پھر (کنویں پر) چڑھا اور اس کو سیراب کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مغفرت فرمادی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک میں بھی اجر ملے گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر جاندار کے بارے میں اجر دیا جائیگا۔

یعنی جس طرح انسان کے ساتھ بھلائی یا برائی کرنے سے قیامت کے دن اس کا بدلہ دیا جائے گا اسی طرح ہر جاندار کے ساتھ اچھائی یا برائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور اس پر ثواب و عذاب بھی مرتب ہونگے۔

عفو و درگزر کی تعلیم

اسلام کی ترقی اور نشر و اشاعت میں عفو و درگزر کا بہت اہم کردار رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیا ہے اور اپنی امت کو بھی اس کی تعلیم دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے تمام کفار مکہ (باستثنائے چند بدنصیب) کو معاف فرمایا اور عفو و درگزر کی ایسی مثال قائم فرمائی کہ جس کی کہیں نظیر تک نہیں مل سکتی ہے۔ آپ نے کفار

مکہ کو معافی کا پروانہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''لا تثریب علیکم الیوم، یغفر اللہ لکم وھو أرحم الراحمین، اذھبوا وأنتم الطلقاء'' (۲۴)

آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہوں کو معاف فرمائے، اور وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ جاؤ آج میری طرف سے تم سب آزاد ہو۔

اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار مکہ جوق در جوق داخل اسلام ہونے لگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو عفو و درگذر کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''صل من قطعک واعط من حرمک واعف عن من ظلمک'' (۲۵)

جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے تعلق قائم کرو، جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو، اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کرو۔

یعنی اگر کوئی ظلم و جبر کرتا ہے تو ہمیں اس کا انتقام لینے کی بجائے معاف کر دینا چاہیے تا کہ قیامت میں اس کے بدلے میں ثواب ملے۔ لیکن یاد رہے کہ اسلام میں عفو و درگذر کی ایک حد متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کے حقوق کی پامالی نہ ہونے پائے اور نہ ہی کسی قسم کی شرعی خرابی لازم آئے۔

عدل وانصاف کی تعلیمات

عدل کے معنی ہر صاحب حق کو اس کا حق پہنچانا۔ عدل خواہ عدالت میں ہو یا اخلاق وصفات میں اعتدال و توسط، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں دونوں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری کائنات میں سب سے بڑا امین، سب سے بڑھ کر عادل اور راست باز بنایا۔ یہ وہ روشن حقیقت ہے جس کو آپ کے بڑے سے بڑے دشمنوں نے بھی بہ سر و چشم قبول کیا ہے۔ چنانچہ آپ کے اعلان نبوت سے پہلے ہی اہل مکہ آپ کو صادق الوعد والامین کے معزز لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کے پاس اپنی امانتیں بھی رکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح خود عدل وانصاف کے پیکر تھے اسی طرح دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے رہے۔ چنانچہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک مخزومی عورت کے لیے حدود میں تخفیف کی سفارش کی نیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی اور سفارش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''یا ایھا الناس انما ضل من قبلکم أنھم کانوا اذا سرق الشریف ترکوہ، واذا سرق الضعیف فیھم أقاموا علیہ الحد، وأیم اللہ لو أن فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرقت لقطع محمد یدھا'' (۲۶)

اے لوگو! بیشک تم سے پہلے جو قومیں تھیں وہ گمراہ ہوگئیں، کیوں کہ جب ان میں کا کوئی شریف اور بارتبہ شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے (اور ان پر کوئی حد قائم نہیں کرتے)، لیکن جب کوئی کمزور اور غریب آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں تھے تو آپ نے ممبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''من کنت جلدت لہ ظھرا فھذا ظھری فلیستقد منہ، ومن کنت أخذت لہ مالا فھذا مالی فلیستقد منہ، ومن کنت شتمت لہ عرضا فھذا عرضی فلیستقد منہ'' (۲۷)

جس کسی کی پیٹھ پر میں نے کوڑا مارا ہے تو میری پیٹھ حاضر ہے وہ مجھ سے بدلہ لے لے، اور جس کسی کے مال کو میں نے (ناحق) لیا ہے تو میرا یہ مال حاضر ہے وہ اسے لے

لے، اور جس کسی کو میں نے برا بھلا کہا ہے اور اسے بے عزت کی ہے تو میں حاضر ہوں مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔

احادیث مذکورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ حالات خواہ کیسے بھی ہوں ہمیں عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے۔ امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا فقیر ہر ایک پر یکساں نظر ہونی چاہیے۔ کسی کی حق تلفی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہر صاحب حق کو اس کا پورا پورا حق پہنچانا چاہیے۔

حسن معاشرت کی تعلیم

حضور ﷺ اپنے اصحاب، احباب، ازواج مطہرات، رشتہ داروں، پڑوسیوں اور ہر ایک کے ساتھ حسن معاشرت اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور ان کے ساتھ خوش طبعی فرماتے اور سب کے ساتھ مل جل کر رہتے اور ہر ایک سے گفتگو فرماتے اور صحابہ کرام کے بچوں سے بھی خوش طبعی فرماتے اور ان بچوں کو اپنی مقدس گود میں اٹھا لیتے۔ اور آزاد، غلام، لونڈی اور مسکین، ہر ایک کی دعوت قبول فرماتے اور مدینہ کے کسی بھی کونے میں مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ اور عذر پیش کرنے والوں کا عذر قبول فرماتے اور دوسروں کو بھی مل جل کر رہنے کی تعلیم دیتے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کے حسن معاشرت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین، فما قال لی أف قط ولا قال لی: لم صنعت کذا" (۲۸)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن اس طویل مدت میں آپ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا اور نہ ہی یہ کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟۔

اسی طرح حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: "ما حجبني النبي صلى اله عليه وسلم منذ أسلمت، ولا رآني الا تبسم في وجهي" (۲۹)

جب سے مسلمان ہو گیا تو کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: "كان الجيش يلعبون بحرابهم، فسترني رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أنظر، فما زلت أنظر حتى كنت أنا أنصرف" (۳۰)

جنگی لشکر اپنی جنگی مہارت دکھا رہے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پردہ کر دیا تاکہ میں ان کا کھیل دیکھ سکوں، تو میں دیکھتی رہی حتی کہ میں خود ہی ہٹ گئی۔

یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، پوری امت محمدیہ کے لیے اعلیٰ نمونہ ہے۔ اگر ہم انفرادی واجتماعی زندگی کو اس کے مطابق ڈھال کر امن وامان، عدل وانصاف، اخلاق حسنہ، شفقت ورحمت، اخوت وبھائی چارگی اور عفو درگزر جیسے اصولوں کو اپنا لیں تو ہمارے لیے دونوں جہاں میں کامیابی کی راہیں کشادہ، پوری دنیا امن وامان اور چین وسکون کا گہوارہ، جور وظلم، قتل وغارت گری کا خاتمہ اور عدل وانصاف کا بہترین نظام قائم ہو جائے گا۔

آج مسلمانوں کی پستی کا سب سے بڑا سبب تعلیمات نبوی کو پس پشت ڈال دینا ہے۔ لہٰذا ہمیں اب ضرورت ہے بیدار ہونے اور تعلیمات نبوی پر پورے طور پر عمل پیرا ہونے کی، تاکہ روئے زمین پر چین وسکون اور صلح وآشتی کا ماحول بن سکے اور پھر سے پوری دنیا میں اسلام کے نظام رحمت ورأفت اور نظام عدل وانصاف کا بول بالا ہو سکے۔

مآخذ ومراجع

(۱) القرآن، سورۃ الأحزاب: آیت ۲۱۔

(۲) کنز الایمان ,از مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) ,مکتبۃ:مرکز اہلسنت برکات رضا, پور بندر, گجرات ,انڈیا ۔

(۳) تفسیر الکشاف للامام أبو القاسم, جار اللہ, محمود بن عمر بن محمد الزمخشری (۴۶۷ھ-۵۳۸ھ):ج ۳ ص ۵۱۵,مکتبۃ:مرکز اہلسنت برکات رضا, پور بندر, گجرات ,انڈیا ۔

(۴) تفسیر القرطبی لأبی عبد اللہ محمد بن أحمد الأنصاری القرطبی(۶۷۱ھ):ج ۷ ,ص ۱۲۶,مکتبۃ : دارالکتب العلمیۃ,بیروت ۔

(۵) تفسیر روح البیان, للشیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ (۱۱۲۷ھ)تحت تفسیر الایۃ''لقد کان لکم'' الخ ۔

(۶) تفسیر ضیاء القرآن للعلامۃ پیر کرم شاہ الأزہری علیہ الرحمۃ(۱۹۱۸ء-۱۹۹۸ء):ج ۴ ص ۲۱۱۵ مکتبۃ : ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور پاکستان ۔

(۷) صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ (۱۹۴ھ-۲۵۶ھ):کتاب الحج , باب طواف القارن,الحدیث ۱۶۳۹ ۔

(۸) صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ (۱۹۴ھ-۲۵۶ھ):کتاب الأیمان و النذور, باب من نذر أن یصوم أیاما فوافق النحر أو الفطر,الحدیث : ۶۷۰۵ ۔

(۹) موطأ امام مالک للامام مالک بن انس بن مالک بن عمر علیہ الرحمہ (۹۳ھ-۱۷۹ھ):کتاب القدر, ج ۲: ص ۳۲۱ ۔

(۱۰) سنن الترمذی للامام أبی عیسی محمد بن سورۃ, موسی بن شداد الترمذی علیہ الرحمہ (۲۰۹ھ/۲۸۰ھ) :کتاب العلم, باب ماجاء فی الأخذ بالسنۃ واجتناب البدع, الحدیث ۲۸۹۴ ۔

(۱۱) القرآن ,سورۃ القلم,الایۃ ۴ ۔

(۱۲) کنز الایمان ,از مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ),مکتبۃ :مرکز اہلسنت برکات رضا, پور بندر, گجرات ,انڈیا ۔

(۱۳) مسند أحمد,للشیخ أبی عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذہلی علیہ الرحمہ (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ), الحدیث ۸۹۵۲ ,جامع صغیر, للعلامۃ, جلال الدین السیوطی علیہ الرحمہ (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ), الحدیث: ۵۱۴۴,واللفظ لأحمد ۔

(۱۴) سنن الترمذی للامام أبی عیسی محمد بن سورۃ,موسی بن شداد الترمذی علیہ الرحمہ (۲۰۹ھ/ ۲۸۰ھ) :کتاب الرضاع, باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجہا,الحدیث ۱۱۹۵ ۔

(۱۵) صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ (۱۹۴ھ-۲۵۶ھ):باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا,الحدیث ۶۰۲۹ ۔

(۱۶) القرآن :سورۃ الأنبیاء,الایۃ ۱۰۷ ۔

(۱۷) کنز الایمان ,از مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ),مکتبۃ :مرکز اہلسنت برکات رضا,پور بندر, گجرات ,انڈیا ۔

(۱۸) القرآن :سورۃ التوبۃ,الایۃ ۱۲۸ ۔

(۱۹) کنز الایمان ,از مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ),مکتبۃ:مرکز اہلسنت برکات رضا,پور بندر, گجرات ,انڈیا ۔

(۲۰)صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ(۱۹۴ھ–۲۵۶ھ):کتاب الأدب، باب رحمۃ الناس والبھائم،الحدیث :۶۰۱۳۔

(۲۱)سنن أبی داؤد،للشیخ أبی داؤد سلیمان بن أشعث الأزدی علیہ الرحمہ(۲۰۲ھ–۲۷۵ھ):کتاب الجھاد، باب مایؤمر بہ من القیام علی الدواب والبھائم،الحدیث :۲۵۴۸۔

(۲۲)صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ (۱۹۴ھ–۲۵۶ھ):باب خمس من الدواب فواسق یقتلن فی الحرم،الحدیث ۳۳۱۸:۔

(۲۳)صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ(۱۹۴ھ–۲۵۶ھ):باب فضل سقی الماء،الحدیث ۲۳۶۳:

(۲۴)زاد المعاد،لابن قیم الجوزی(۶۹۱ھ–۷۵۱ھ) : ج ۳ص ۶۴۲،بحوالۂ ضیاء النبی،للعلامۃ پیر کرم شاہ الأزھری علیہ الرحمۃ(۱۹۱۸ء–۱۹۹۸ء): ج ۴ص ۴۴۵، مکتبۃ:فاروقیہ بک ڈپو، متیا محل، جامع مسجد،دھلی۔

(۲۵)مسند أحمد،للشیخ أبی عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذھلی علیہ الرحمہ (۱۶۴ھ–۲۴۱ھ)، ج ۴ص ۱۵۸:۔

(۲۶)صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ(۱۹۴ھ–۲۵۶ھ):کتاب الحدود، باب قول اللہ تعالی "والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیھما" (المائدۃ ۳۸)وفی کم یقطع؟الحدیث ۶۷۸۸:۔

(۲۷)المعجم الکبیر للطبرانی:ج۱۸ص ۲۸، بحوالہ محمد الانسان الکامل للسید محمد بن سید علوی المالکی(۱۹۴۶ء – ۱۹۷۱ء):ص ۱۴۱، المکتبۃ:دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

(۲۸)مسند أحمد،للشیخ أبی عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذھلی علیہ الرحمہ(۱۶۴ھ–۲۴۱ھ):باب مسند المکثرین من الصحابۃ،مسند أنس بن مالک رضی اللہ عنہ،الحدیث : ۱۳۶۷۵،صحیح المسلم للامام مسلم بن الحجاج القشیری علیہ الرحمہ (۲۰۳ھ–۲۶۱ھ):کتاب الفضائل،باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحسن الناس خلقاً،الحدیث۲۳۰۹: ، واللفظ لأحمد۔

(۲۹)صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ(۱۹۴ھ–۲۵۶ھ):کتاب الأدب،باب التبسم والضحک،الحدیث ۶۰۸۹۔

(۳۰)صحیح البخاری للشیخ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمہ(۱۹۴ھ–۲۵۶ھ):کتاب النکاح، باب حسن المعاشرۃ مع الأھل،الحدیث ۵۱۹۰:۔

□□□

(۔۔۔بقیہ ص ۴۰ کا)

18	3510	محمد اشرف رضا	محمد مرتضیٰ علی	کیمور بہار
19	3515	محمد عبدالقادر	محمد ادریس	کشن گنج بہار
20	3547	محمد مغیث عالم	مولانا طاہر حسین	پورنیہ بہار
21	3769	شہزاد رضا	رضی اللہ	لکھیم پور کھیری یوپی
22	3778	محمد محسن	محمد آفاق	قنوج یوپی
23	3800	محمد عاقب رضا	عبدالحق	بریلی یوپی
24	3801	محمد رضوان قمر	محمد صابر عالم	کشن گنج بہار
25	3842	محمد نیاز احمد	محمد داؤد انصاری	کیمور بہار

□□□

علم کی اہمیت و ضرورت

از: محمد محسن رضا

علم اللہ رب العزت کا بہت بڑا فضل اور انسان کی بلندی ورفعت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ علم کے ذریعہ ہی انسان اپنے آپ کو اور اپنے رب کو بھی پہچانتا ہے۔

علم والا انسان جاہل سے ہمیشہ ممتاز رہتا ہے اور دنیا اور آخرت کی سعادتیں حاصل کرتا ہے۔ بہت سی نامعلوم باتوں کا جانکار اور اپنا اور اپنے معاشرے کا بہت بڑا خیر خواہ ہوتا ہے۔

علم سے یہاں وہی علم مقصود و مطلوب ہے جو اسلام و اہل اسلام اور ساری عالم انسانیت کے لیے مفید و نفع بخش ہے خواہ براہ راست اس کا تعلق کتاب و سنت سے ہو جیسے علم قرآن، علم حدیث۔ یا بطور آلہ ہو، یا کسی بھی جہت سے وہ نفع بخش ہو جیسے کسی بھی زبان کا علم، علم طب اور علم ریاضی وغیرہ۔

علم کی اہمیت، قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن کریم کی روشنی میں یہ راز کھل کر سامنے آتا ہے کہ علم سے انسان کا رشتہ اتنا ہی پرانا ہے جتنا خود اس کا وجود، اور جس دن اللہ رب العزت نے اس اشرف المخلوقات کو وجود بخشا اسی دن اسے زیور علم سے آراستہ کر دیا اور اسکی شان بھی علم کے ذریعہ ہی ظاہر فرمائی، اسے مسجود ملائکہ بنایا۔ قرآن پاک کی آیتیں شاہد ہیں۔

(پہلی آیت):

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ. (البقرۃ: ۲۹ تا ۳۴)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیا کے نام سکھائے، پھر سب اشیا ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا: سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ؟ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا، بیشک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ فرمایا اے آدم! بتا دے انہیں سب اشیا کے نام؟ جب آدم نے انہیں سب کے نام بتا دیے، فرمایا، میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمان و زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، للامام احمد رضا القادری البرکاتی البریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۴۰ھ)

صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی شافعی علیہ الرحمہ (۶۰۴ھ) نے مذکورہ بالا آیات میں سے پہلی آیت کے تحت تفسیر کبیر میں علم کی فضیلت اور اس کی اہمیت و ضرورت پر جو شاندار گفتگو فرمائی ہے ہم اس کے چند اقتباسات یہاں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں: "اس آیت سے علم کی فضیلت واضح و ثابت ہے۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت نے

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق میں اپنے کمال حکمت کو علم کے ذریعہ ہی ظاہر فرمایا۔ اگر علم سے زیادہ کوئی شی معظم و مشرف ہوتی تو ضرور اللہ رب العزت اسی کے ذریعہ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی فضیلت ظاہر فرماتا نہ کہ علم کے ذریعہ۔

اور جان لو کہ علم کی فضیلت پر قرآن و حدیث اور آثار بھی شاہد ہیں۔ قرآن کریم چند طریقوں سے علم کی اہمیت کو آشکار کرتا ہے:

(۱) اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں علم کا نام حکمت رکھا جیسا کہ حضرت مقاتل سے مروی ہے۔ پھر خود ہی حکمت کی شان ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (البقرۃ:۲۶۹)

(ان آیات کا ترجمہ ہم نے کنزالایمان سے نقل کیا ہے)

ترجمہ اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔

اور خیال رہے کہ اللہ رب العزت علم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

(الاسراء:۸۵)

ترجمہ اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

اور ساری دنیا کو متاع قلیل فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ۔

(النساء:۷۷)

ترجمہ تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔

جس دنیا کو اللہ رب العزت نے قلیل فرمایا ہم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ تو جس حکمت کو اللہ رب العزت نے خیر کثیر فرمایا ہم اس کا اندازہ کہاں لگا سکتے ہیں۔

دنیا کا مال و متاع اس لیے قلیل ہے کہ اس کی مقدار اور اس کو برتنے کا وقت محدود ہے جبکہ علم کی نہ تو مقدار محدود ہے اور نہ ہی اس سے حاصل ہونے والی سعادت محدود ہے جو علم کی شان و عظمت کا بین ثبوت ہے۔

اور مزید یہ کہ اللہ رب العزت نے اسے فضل عظیم فرمایا

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

(النساء:۱۱۳)

ترجمہ اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(۲) اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے

(۱) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔

(الزمر:۹)

ترجمہ تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔

اور اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں سات چیزوں کے درمیان فرق کو بیان فرمایا

(۲) خبیث و طیب کے درمیان، ارشاد فرمایا قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ۔ (المائدۃ:۱۰۰)

ترجمہ تم فرمادو کہ ستھرا اور گندہ برابر نہیں۔

(۳، ۴، ۵، ۶) اندھے اور بینا، روشنی و تاریکی، سائبان و عدم سائبان اور زندہ و مردہ کے درمیان وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ۔ (۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹)

ترجمہ اور برابر نہیں اندھا اور انکھیارا، اور نہ اندھیریاں اور اجالا، اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ، اور برابر نہیں زندے اور مردے۔

(۷) لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ (الحشر:۲۰)

ترجمہ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں۔

ان تمام چیزوں میں جب آپ غور کریں گے تو محسوس کریں گے کہ حقیقت میں یہ سب کچھ عالم و جاہل کا فرق ہے۔

(۳) اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (النساء:۵۹)

ترجمہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں

حکومت والے ہیں۔

اور اصح قول کے مطابق اولی الامر سے مراد علمائے کرام ہیں۔اس لئے کہ بادشاہوں پر علما کی اطاعت واجب ہے اس کے برعکس نہیں۔پھر اس مرتبے کو دیکھو کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں دو جگہ عالم کا ذکر دوسرے مرتبے پر کیا ہے

(۱) شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَآئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ (آل عمران:۱۸)

ترجمہ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے۔

(۲) أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:۵۹)

ترجمہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

پھر اللہ رب العزت نے اور عزت بڑھائی تو دو آیتوں میں انہیں پہلے مقام پر رکھ دیا

(۱) وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ (آل عمران:۷)

ترجمہ :اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے

(۲) قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ (الرعد:۴۳)

ترجمہ تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔

(۴) اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (المجادلۃ:۱۱)

ترجمہ اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

اور جان لو کہ اللہ رب العزت نے چار طرح کے لوگوں کے درجات کا ذکر فرمایا ہے

(۱) مومنین اہل بدر إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ (الانفال:۲،۳،۴)

ترجمہ :ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں، وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں۔یہی سچے مسلمان ہیں۔ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس۔

(۲) مجاہدین وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا۔ (النساء:۹۵)

ترجمہ اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔

(۳) صالحین وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰى۔ (طٰہٰ:۷۵)

ترجمہ اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے کام کیے ہوں تو انہیں کے درجے اونچے۔

(۴) علما وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (المجادلۃ:۱۱)

اور اللہ رب العزت نے اہل بدر کو دوسرے مومنین پر درجوں فضیلت عطا فرمائی اور مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر درجوں بلند فرمایا اور صالحین کو ان تمام پر کئی درجہ فضیلت بخشی۔پھر علما کو تمام طبقوں پر درجوں بلند فرمایا۔تو ثابت ہوا کہ علما سب سے افضل ہیں۔

(۵) سب سے پہلی نازل ہونے والی وحی میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ

الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق: ۱-۵)

ترجمہ پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

(۱) یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیات کے درمیان آپس میں ربط ہونا ضروری ہے۔ تو اللہ رب العزت کے اس قول خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اور اس قول اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ میں وہ ربط اور نسبت کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ربط اور مناسبت اس اعتبار سے ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کی پہلی حالت کا ذکر فرمایا اور وہ اس کا دم بستہ ہونا ہے باوجودیکہ وہ نہایت کمتر چیز ہے۔ پھر اس کی آخری حالت کا ذکر فرمایا اور وہ اس کا عالم ہونا ہے اور یہ بہت بڑا مقام ہے۔ گویا اللہ رب العزت یہ ارشاد فرما رہا ہے اے ابن آدم! تو اپنی پہلی حالت میں نہایت ہی پستی کے مقام پر تھا۔ پھر اپنی آخری حالت میں کمال کی انتہا کو پہنچ گیا۔

یہ ربط اسی وقت مکمل ہوسکتا ہے جب کہ علم مقام کے اعتبار سے سب سے بلند تر ہو۔ اس لیے کہ علم کے سوا اگر کوئی دوسری چیز زیادہ معزز ہوتی تو اس مقام پر اسی کا ذکر زیادہ مناسب ہوتا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ علم ہی انسان کے کمال کی انتہا اور اس کا سب سے اونچا مقام ہے)

(۲) اللہ رب العزت نے سب سے پہلی نازل ہونے والی وحی میں اپنا تعارف علم کے ذریعہ کرایا، جس سے معلوم ہوا کہ معرفت خداوندی علم پر منحصر ہے۔ بغیر علم کے اللہ رب العزت کی معرفت، جو انسان کی زیست کا اولیں مقصد ہے، حاصل نہیں کی جاسکتی۔

(۳) اس تعارف کے وقت اپنی تمام نعمتوں پر علم کو مقدم رکھا جو اس کی عظمت شان کو ظاہر کر رہی ہے۔

(۶) اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا تعلیم فرمائی وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (طٰہٰ: ۱۱۴)

ترجمہ اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

اس آیت کریمہ میں علم کے حسن، اس کی عظمت شان اور اللہ رب العزت کی اس سے فرط محبت پر عظیم دلیل ہے کہ اس نے اپنے نبی کو خاص طور سے اس میں اضافے کی دعا کرنے کا حکم فرمایا نہ کہ دوسری چیزوں میں۔

اور حضرت قتادہ کا قول ہے کہ اگر علم سے کسی شخص کا جی بھرتا تو وہ اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے اور وہ (حضرت خضر سے) یہ نہ کہتے هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ (الکہف: ۶۶)

ترجمہ کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھادوگے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔

(التفسیر الکبیر، للامام فخر الدین الرازی الشافعی (۶۰۴ھ))

حضرت سید محمود آفندی علامہ آلوسی شافعی بغدادی علیہ الرحمہ (۱۲۷۰ھ) اپنی تفسیر "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" میں اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں

اس آیت سے علم کی فضیلت پر استدلال کیا گیا ہے کہ اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو اس آیت میں علم کے اضافے کی دعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ علم کے سوا رسول اللہ ﷺ کو کسی بھی چیز میں اضافے کی دعا مانگنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

اور امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا

والحمد للہ علی کل حال (ابن ماجہ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! اپنے عطا کردہ علم سے مجھے نفع عطا فرما۔ مجھے علم نافع عطا فرما اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ اور ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں۔

مصنف تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسمٰعیل حقی حنفی ترکی علیہ الرحمہ (۱۱۲۷ھ) اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ اکبر (محی الدین امام محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اندلسی ابن عربی (۶۳۸ھ)) قدس سرہ الاطہر ارشاد فرماتے ہیں کہ علم ایک نور ہے جسے اللہ رب العزت اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ یہ نور اس بندے کی صفت خاصہ بن کر اسے اشیا کی حقیقتوں پر آگاہ کرتا ہے۔ درحقیقت یہ بصیرت کا ایسا نور ہوتا ہے جیسے سورج بصارت کے لیے نور ہوتا ہے۔ بلکہ بصارت کے نور سے کہیں زیادہ کامل و اکمل ہوتا ہے۔

اور روایت میں آتا ہے کہ

عرض کی گئی

یا رسول اللہ! ﷺ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟

فرمایا

معرفت خداوندی۔

عرض کی گئی

حضور! ہماری مراد عمل ہے۔

(دوبارہ) ارشاد فرمایا

معرفت خداوندی۔

عرض کی گئی "حضور ہم عمل کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور آپ جواب علم کے بارے میں عطا فرماتے ہیں"۔

ارشاد فرمایا "علم کے ساتھ تھوڑا عمل نفع بخش ہے جبکہ جہل کے ساتھ زیادہ عمل بھی نفع بخش نہیں"

اور معتبر علم نافع ہی ہے۔

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ۔

(ابن ماجہ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ)

ترجمہ اے اللہ میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو۔ (روح البیان)

(دوسری آیت) سورۃ توبہ میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔ (التوبۃ: ۱۲۲)

ترجمہ اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی شافعی علیہ الرحمہ (۶۰۴ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل فرمائی ہے جو اس آیت کا شان نزول ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو سوائے منافق یا معذور کے کوئی شخص باقی نہیں رہتا تھا۔ پھر جب غزوہ تبوک کے موقع سے اللہ رب العزت نے منافقوں کے عیوب کو کھول کر بیان کر دیا تو مسلمانوں نے کہا "اللہ کی قسم! نہ ہم کسی غزوہ میں پیچھے رہیں گے اور نہ کسی سریۃ میں"۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور کفار کی جانب سرایا روانا فرمائے۔ تمام کے تمام صحابہ جنگ کے لیے تشریف لے گئے اور حضور کو مدینے میں تنہا چھوڑ دیا تو یہ

آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ سب کے سب جنگ وجہاد کے لیے چلے جائیں۔ بلکہ ضروری یہ کہ وہ دو گروہ ہوجائیں؛ ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے اور دوسرا گروہ جنگ کے لیے تشریف لے جائے اور وہ اس لیے کہ اس زمانے میں اسلام کو جنگ وجہاد اور کفار پر غالب ہونے کے ساتھ ساتھ، جدید نازل ہونے والے احکام وشرائع کی بھی ضرورت تھی۔ اور مسلمان اس بات کے حاجت مند تھے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہ کر شریعت کا علم حاصل کرے اور اسے یاد کرکے غائبین تک پہنچائے۔ (التفسیر الکبیر)

حضرت عبداللہ بن عمر امام بیضاوی شافعی (۶۹۱ھ) اپنی تفسیر "انوار التنزیل واسرار التاویل" تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق اس آیت کریمہ کا ایک دوسرا معنیٰ بھی ہے اور وہ یہ کہ جب غزوات سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں شدید وعیدیں نازل ہوئیں تو مسلمانوں نے جنگوں میں شرکت کرنے میں سبقت کرنی شروع کردی اور حال یہ ہوا کہ ان کی تعلیم فقہ کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ تو انہیں حکم دیا گیا کہ ان میں کا ایک گروہ جہاد کے لیے جائے اور باقی افراد تعلیم فقہ کے لیے رک جائیں۔ تاکہ اس تفقہ کا سلسلہ منقطع نہ ہو جو جہاد اکبر ہے۔ اس لیے کہ دلائل سے جہاد کرنا ہی اصل اور مقصد بعثت ہے (تفسیر بیضاوی)

حضرت ابو محمد حسین بن مسعود الفراء امام بغوی علیہ الرحمہ (۵۱۰ھ) اپنی تفسیر "معالم التنزیل" معروف بہ تفسیر بغوی میں اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لوگوں کو تم سونے چاندی کی کانوں کی طرح پاؤ گے، زمانہ جاہلیت کے ان میں کے بہترین لوگ زمانہ اسلام کے بھی بہترین لوگوں میں سے ہیں جبکہ وہ فقیہ ہوجائیں۔

اور فقہ، دین کے احکامات کے جاننے کو کہتے ہیں۔ اور دین کے احکامات کی دو قسمیں ہیں

(۱) فرض عین

(۲) فرض کفایہ

فرض عین، جیسے طہارت، نماز اور روزے کا علم۔ کہ ہر مکلف پر ان کا جاننا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اور اسی طرح ہر وہ عبادت جسے شریعت نے فرض قرار دیا ہے۔ مکلف پر ضروری ہے کہ اس کا علم حاصل کرے۔ مثلاً زکوٰۃ کا علم، اگر وہ صاحب نصاب ہے۔

حج کا علم، اگر اس کی استطاعت رکھتا ہے۔

اور فرض کفایہ یہ ہے کہ علم حاصل کرتا رہے یہاں تک کہ درجہ اجتہاد اور درجہ افتا تک پہنچ جائے۔ تو اگر پورے شہر میں اسے حاصل کرنے والا کوئی نہ ہو، سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اور اگر کوئی ایک بھی ان علوم کو حاصل کرلے۔ سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائے گا۔ اور شرعی معاملات میں سب پر اس کی پیروی لازم ہوگی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ۔

ترجمہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں کے ادنیٰ شخص پر۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فَقِیْہٌ اَجَدُّ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

(ابن ماجۃ، باب فضل العلماء و الحث علی طلب العلم)

ترجمہ: ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں علم حاصل کرنا نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (تفسیر بغوی)

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی نے ایک اہم بات لکھی ہے "سوال: کیا اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر زمانے میں فقہ حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا واجب ہے؟

جواب: اگر بغیر سفر کیے علم فقہ کا حصول ممکن نہ ہو تو سفر ضروری ہے اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا ہی تھا کیوں کہ شریعت کے احکام مکمل نہیں ہوئے تھے بلکہ آئے دن نئے احکامات کا ورود ہو رہا تھا۔ اور ہمارے زمانے میں شریعت مکمل موجود ہے۔ لہٰذا اگر وطن میں رہ کر ان کا حصول ممکن ہو تو سفر واجب نہیں ورنہ ہے۔ اور یقینی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ مبارک اور نفع بخش علم سفر کر کے ہی حاصل ہوتا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

مذکورہ بالا آیات، تفاسیر، احادیث طیبہ اور اقوال ائمہ کرام سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ علم انسان کی بلندی کا ضامن اور اس کی ترقی کا باعث ہے۔ صاحب علم دنیا میں اللہ کی رضا والے کاموں کو پہچان کر آخرت میں اس کی خوشنودی پانے والا بن جاتا ہے۔ گویا صاحب علم دنیا میں بھی سرخرو و کامیاب ہے اور آخرت میں بھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم کی ضرورت و اہمیت کو سمجھنے اور اس کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

□ □ □

تیرے منگتے سے نہیں کوئی بھی بڑھ کر خواجہ

جس پہ جھکتے ہیں سبھی اصغر و اکبر خواجہ
آپ کا ہے وہ درِ عالی و برتر خواجہ

لے کے جائیں کہاں ہم بختِ مکدر خواجہ
تیری چوکھٹ پہ سنورتے ہیں مقدر خواجہ

ڈر نہیں گرچہ زمانہ ہے ستمگر خواجہ
شہر اجمیر میں جب تک ہے ترا در خواجہ

سامنے کیا ہے ترے یہ انا ساگر خواجہ
جب سمندر بھی ہو قطرے کے برابر خواجہ

غم کے مارے یہ صدا دیتے ہیں رو کر خواجہ
دور فرمائیں یہ حالِ بد و بدتر خواجہ

چلتا ہے ترا ہی فرمان یہاں پر خواجہ
تیرا دربار ہے کل ہند کا محور خواجہ

تیرے منگتے سے نہیں کوئی بھی بڑھ کر خواجہ
تیرے در کے جو ہیں منکر وہ ہیں بدتر خواجہ

سائل در ہے ترا سائل احقر خواجہ
قلب تاریک کو کر دیجے منور خواجہ

از: معز الدین عثمانی مرکزی، خانقاہ عالیہ چشتیہ، امیٹھی شریف، لکھنؤ

نکاح رحمت ـــــــ جہیز زحمت!

از: الحاج حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی مصباحی، مسجد ہاجرہ رضویہ، کپالی، جمشید پور ٹاٹا

مذہب اسلام نے نکاح کے ذریعہ مرد وزن کے اس باہمی تعلقات کو جس قانون و معاشرہ کا پابند بنایا ہے اگر انہی دائرے میں رہ کر اس فریضہ کو انجام دیا جائے تو یقیناً اس سے ایک پاکیزہ اور صالح معاشرہ کا وجود ہوگا اس معاملہ کو قانون اور معاشرتی رنگ دینے کی اصل وجہ جنسی تسکین کے سابقہ حفاظت نسب اور نسل انسانی کے تسلسل کو بھی باقی رکھنا ہے دنیا کی ہر قوم و مذہب نے مرد وعورت کے اس باہمی اجتماع کو اپنے معاشرتی نظام کا پابند بنایا ہے آج تک اس سرزمین پر جتنی بھی قومیں وجود میں ہیں ان سب میں نکاح کا وجود ضرور رہا ہے اپنے مذہب کے مطابق شادی بیاہ ضرور کرتا ہے یہ الگ بات ہے کہ کچھ مذہب میں سیاسی ورہبانی زندگی (بغیر شادی شدہ) کو اچھا بتایا ہے۔لیکن مذہب اسلام چونکہ مذہب فطرت ہے اس کے قوانین یہ ہیں کہ تقرب الی اللہ حاصل کرنے کے لئے تارک الدنیا اور دنیا کی جائز رنگینیوں سے بے نیاز ہونا تقرب الی اللہ نہیں بلکہ اس دنیا میں رہ کر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کرے وہ اللہ کا مقرب بندہ بن جائیگا۔

ہر مذہب اور معاشرہ نے بغیر شادی (جو اسکے مذہب میں رائج ہے) مرد وزن کے باہمی تعلقات کو ناپسند کیا ہے، انسان کو جنسی ضرورت کے تحت سکون انہیں جوڑوں سے حاصل ہوتا جو قانون شریعت کے مطابق باہم نکاح سے حاصل ہوتا ہے اور اسلام انہیں کو جوڑا قرار دیتا ہے۔غیر نکاح جوڑوں کو اسلام جوڑا تسلیم ہی نہیں کرتا بلکہ انہیں زانی اور بدکار قرار دیتا ہے ان کے لئے سخت سزا تجویز کرتا ہے آج کل مغربی تہذیب کے علم بردار شیاطین اسی مذموم گندی کوششوں میں مصروف ہیں کہ مغربی معاشرے کی طرح اسلامی ملکوں اور ہر جگہ نکاح کو غیر ضروری قرار دیا جائے اور آزادانہ میل ملاپ بدکار مرد وعورت کو جوڑا تسلیم کرلیا جائے اور قانون بنا یا جائے کہ کپل (Couple) یعنی قانونی جوڑا مانا جائے اور انہیں سزا کے بجائے وہ حقوق دیئے جائیں جو ایک قانونی جوڑے کو حاصل ہوتی ہے آج آزادی کے نام پر مغربی ثقافت نے ہماری نسلوں کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کردیا ہے، بلاشبہ شادی بیاہ فطرت کی آواز ہے اور انسانی ضرورت ہے رب العالمین کا ارشاد ہے ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ہیکہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے (یعنی بیویاں بنائیں) کہ ان سے آرام وسکون پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی ہمدردی رکھی۔(القرآن سورہ روم ۳۰ آیت ۲۰)

یقیناً غور فکر کرنے والوں کے لئے اسمیں بہت سی نشانیاں ہیں فقہاء کرام نے نکاح کی کئی صورتیں بیان فرمائی ہیں بعض نے نکاح کرنا واجب کہا جب کہ بعض نے اسے مباح اور بعض نے مستحب قرار دیا تاہم استطاعت رکھنے والے کے لئے یہ سنت مئوکدہ ہے بعض نے عقد نکاح کو اس شخص کے لئے واجب قرار دیا جس کی جانب سے برائی کا ڈر ہو حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ اسکی ضرور مدد فرماتا ہے جو پاک دامنی کے لئے نکاح کرتا ہے۔

احادیث رسول میں کثرت نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور خصی اور غیر شادی شدہ بر ہمچاری رہنے کی ممانعت کی

گئی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: من کان ذاطول فلیتزوج "جو شخص استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کرے"۔ (معجم کبیر ج ۱۰ ص ۱۴۹)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں "تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کرے کیوں کہ نکاح سے نظر نہیں بہکتی اور شرم گاہ محفوظ رہتی ہے اور جو شخص نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کی شہوت (sex) کو کم کردیتے ہیں۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۷۵۸ حدیث نمبر ۱۹۰۵، مسلم شریف حدیث نمبر ۳۲۹۷)

النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔

(بخاری شریف حدیث نمبر ۵۰۶۳، مسلم شریف حدیث نمبر ۱۰۲۰)

اسلام میں نکاح ایک مذہبی فریضہ ضرورت اور قرب الٰہی کا سبب بھی ہے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذتزوج العبد فقد استکمل نصف الدین فلیتق اللہ فی نصف الباقی۔ "جب بندے نے نکاح کرلیا تو اسنے نصف (آدھا) دین مکمل کرلیا اور باقی نصف کے لئے اللہ سے ڈرے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۶)

حضور ﷺ نے رہبانیت وتبتل (مجرد زندگی (اکیلا) زندگی گزارنے کا عمل) کے خود ساختہ خیالوں کو مسترد کرتے ہوئے نوجوان معاشرہ کو شادی کی ترغیب دی ہے، ارشاد گرامی ہے یا معاشر الشباب من استطاع الباءۃ فلیتزوج "نوجوان کی جماعت تم سے جو شخص لوازمات مجامعت (بیویوں اور بچوں کا نفقہ اور مہر ادا کرنے کی) استطاعت رکھتا ہو، تو وہ نکاح کرلے، کیونکہ نکاح نظر کو نیچی اور شرم گاہ کو بہت محفوظ رکھتا ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو تو وہ روزہ رکھے، کیونکہ روزہ رکھنا اس کو خصی بنا دے گا (اس کی شہوت کو دور کردیگا) سچی حقیقت تو یہ ہے کہ جس معاشرہ میں شادی کا رواج نہ ہوگا یا شادی کو ایک بوجھ سمجھا جائے گا۔ تو وہاں لوگ اپنی جنسی پیاس کو بجھانے کے لئے ناجائز طریقے ضرور تلاش کریں گے، جس سے ناجائز بچوں کی پیدائش ہوگی جیسے آج نام نہاد ترقی یافتہ کہے جانے والے ملکوں امریکہ، جرمنی، انگلینڈ اور دیگر مغربی ملکوں میں یہ وبا عام ہے اخباری رپورٹوں کے مطابق ۲۲ رفی صد بچے ناجائز پیدا ہورہے ہیں اسی وجہ سے آج یورپین ملکوں میں بچے کی نسبت باپ کے بجائے ماں کی طرف کی جاتی ہے، کیونکہ بچے کی ماں تو معلوم ہوتی ہے مگر خود ماں کو بھی پتا نہیں ہوتا کہ اس کا باپ کون ہے جبکہ مذہب اسلام میں نکاح کے ذریعہ بچہ کی نسبت باپ سے ثابت ہوتی ہے جو دنیا میں عزت وشرافت، پاک دامنی کا باعث ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وانکحوا منکم۔۔۔۔۔۔۔الخ۔

ترجمہ: اور نکاح کردو اپنوں میں سے انکا جو بے نکاح ہے اور اپنے لائق بندوں کا اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کردیگا اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔

(القرآن، سورہ نور آیت ۳۲۔ کنزالایمان)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف" ترجمہ: تو عورتوں کو اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح سے نہ روکو جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہوجائیں، یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ (القرآن، سورہ البقرہ آیت ۲۳۲)

نکاح کے بہت فوائد ہیں سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے نسل انسانی کی بقا واستحکام ہے انسان حصول اولاد کی جو کوشش کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکی محبت کا بھی دخل ہے کیونکہ وہ اللہ کے حکم کی اطاعت کرتا ہے اولاد کو

باعث ثواب قرار دیا گیا ہے حضور نے ارشاد فرمایا: خوب بچہ دینے والی عورتوں سے شادی کرو کیوں کہ میں کثرت امت پر قیامت کے دن فخر کروں گا نکاح کے بے شمار فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ انسان کی شہوت کا زور ختم ہوجاتا ہے اور اسکو سکون مل جاتا ہے اس کا دل اس کی نظر پاکیزہ ہوجاتی ہے اور گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان کو بیوی کے ذریعہ سکون ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدم کی تسکین کے لئے پیدا فرمایا قرآن کریم میں ہے ترجمہ: اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے چین پائے۔

(القرآن سورہ الاعراف ۷ آیت ۱۸۹)

اسی لئے اسلام میں بغیر شادی شدہ رہنے کی ممانعت کی گئی ہے اللہ نے اپنے رسولوں کو بھی بیوی اور اولاد سے نوازا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولقد ارسلنا رسلا من قبلك و جعلنا لهم ازواجا و ذرية ترجمہ: بے شک ہم نے تم سے پہلے بھی رسولوں کو بھیجا اور ان کو بیویوں اور بچوں یعنی نسلوں سے نوازا۔ (القرآن سورہ رعد ۱۳ آیت ۳۶)

بعض کفار نے اعتراض کیا کہ اگر حضور نبی ہوتے تو آپ نکاح نہ کرتے بیوی بچے نہ رکھتے تارک الدنیا ہوتے انکے جواب میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، پیغمبران عظام میں بغیر بیوی حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عمر شریف گزاری باقی تقریبا تمام انبیاء کرام نے نکاح فرمایا یعنی نکاح حکم خداوندی ہے اور نکاح سنت انبیاء ہے جو کہ فطرت ہے ایسے ہی زیادہ بیویاں رکھنا بھی نبوت کے خلاف نہیں ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں اور وہ نبی تھے۔ ہندوؤں کے بھی بعض اوتاروں کنہیا اور راجہ دسرت کی کئی بیویاں تھیں کنہیا کی ایک ہزار بیویاں تھیں۔قطع نظر اسکے کہ نکاح سنت ہے یا فرض ہے، بہ وجہ تقاضہ بشریہ خود ایک انسانی ضرورت ہے بلکہ انسانی فطرت ہے خدائی قانون ہے سنت رسول اور عبادت بھی ہے اسی لیے اسلام نے نکاح کو بہت آسان بنایا۔عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: نکاح کا اعلان کرو، اسے مسجدوں میں رکھو، مرقات میں اس حدیث کے تحت ہے۔مسجد میں نکاح رکھنا یا اس فائدہ کے پیش نظر ہے کہ اس سے اعلان زیادہ ہوگا اور برکت کا مقام ہے برکت حاصل ہوگی اور فال نیک لینے کے لئے مسجد میں نکاح کی ترغیب دی گئی۔

(طبرانی، معجم کبیر، حاکم، مستدرک)

جہیز زحمت ہے پر ذمہ دار کون؟

آجکل جہیز کی مانگ نے باقاعدہ بایوڈاٹا (BIO-DATA) کی طرح لسٹ کی صورت اختیار کرلی ہے پورے معاشرے کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ جسکی ایک سے زائد بیٹیاں ہوں تو اسکی پوری موت ہوجاتی ہے، اگر جہیز اختیاری ہو یعنی خوشی پر منحصر ہو تو کوئی قباحت نہیں لیکن جبری جہیز کی Demand نے صورت حال کو خطرناک اور تباہ کن بنا دیا ہے مفت میں لاکھوں کا مال ہاتھ آنا سب کو اچھا لگتا ہے اور اس موذی مرض میں اچھے خاصے دین دار لوگ بھی جہیز لے کر شادیاں کر رہے ہیں، "مال مفت دل بے رحم" کوئی رحم کوئی شرم وحیا نہیں پورا معاشرہ اسی ظلم کی وجہ سے نہایت بے چینی کی زندگی گزار رہا ہے غریبوں اور مڈل کلاس کے لوگوں کے لیے یہ لعنت جان لیوا ثابت ہو رہی ہے کتنے باپوں نے اپنی لگی روزی کو داؤں پر لگا دیا، دوکانیں بیچ ڈالیں، جائیدادیں بیچ دیں، رہن رکھ دیا، سودی قرض لے لیا اور ساری زندگی قسطوں پر مرنے کا سامان کرلیا کیا یہ حالات دردمند مسلمانوں کو جھنجھوڑنے اور جگانے کے لئے کافی نہیں ہے معاشرے کو

اس جان لیوا خراب رسم سے پاک کیا جائے ایک تو غریب لڑکیوں کی بڑھتی عمر کا رونا روتے ہیں اور لالچی لڑکے والوں کو موردالزام ٹھہراتے ہیں یہ سچ ہیکہ جہیز ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح نہیں بلکہ ڈائناسور (DINOSAUR) کی طرح کھا جارہی ہے مگر جہیز کے لئے ذمہ دار صرف لڑکے والے ہی نہیں ہیں خود لڑکی والے بھی لڑکے والوں کو منہ مانگے جہیز کی پیش کش کرتے ہیں بلکہ ایسے واقعات بھی ہیں کہ اگر کسی کے گھر میں کوئی اچھا رشتہ آیا ہے اور اسکے گھر والے اسکی مانگ پوری کرنے پر مجبور ہیں تو اسکی بھنک جب پڑوسی یا رشتہ داروں کو پڑی تو وہ جلدی سے "Tender" کی طرح بولی لگا کر اپنی لڑکی کے لئے وہ رشتہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اخبارات میں ضرورت رشتہ کے اشتہار پر نظر ڈالئے "معیاری شادی" لڑکا بھائی باہر سے آیا ہوا ہے۔ ویزا کاروبار لگا ہے بھیج دیا جائے گا۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ جیسے لالچ دیئے جاتے ہیں جو دولت مند ہیں اور جس نے اپنی لڑکی کی شادی کے لیے زندگی بھر کی کمائی جما کر رکھی ہے انہیں روکا نہیں جاسکتا لیکن غریب شخص اور جسکی بچیوں کی تعداد زیادہ ہے وہ گھٹ گھٹ کر مر رہا ہے سوال یہ ہے کیا صرف "باہر" رہ کر ہی لڑکی خوش رہ سکتی ہے کیا وہ اپنے وطن میں خوش نہیں رہ سکتی جو بیویاں اپنے شوہر کے ساتھ باہر ہیں ان کی حالت انکے دل سے پوچھئے "سارا دن گھر میں لاک (بند) رہتی ہیں ایسے ہی جو یہاں رہتی ہیں انکے شوہر باہر ہونے کی وجہ سے ان کنت پریشانیاں اور مسائل ہیں جو لکھنے کیلئے ایک دفتر چاہیے۔ مقامی نوجوانوں اور کم آمدنی والے نوجوانوں سے شادی کے لئے نہ ہی ماں باپ اور نہ ہی لڑکیاں تیار ہوتی ہیں جبکہ اکثر دیکھا گیا ہے مقامی نوجوان اور کم آمدنی والی فیملی خوش وخرم ہے باہر والے اور دولت مند لوگ سکون کے متلاشی ہیں۔

انتخاب نکاح میں دیندار کی اہمیت

نیک اور صالح نسل کے لئے ان اوصاف کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے دینداری، حسب ونسب، عزت ووقار عمر کے توازن کے ساتھ یعنی لڑکے کی عمر زیادہ ہو لڑکی کی کم ہو مناسب نہیں مرد عورت کے اخلاق وآداب میں عورت کا اخلاق زیادہ ہونا بہتر ہے۔ بدخلق، بدصورت، پست قد، عمر دراز، صاحب اولاد نہ ہونا اچھا اور فاسق وبدکار بدچلن تو ہرگز نہ ہو۔ (درمختار، ردالمحتار)

رہی بات حسن وجمال کی تو رسول کریم ﷺ کے ارشادات بھی پیش نظر ضرور رکھے: فرمایا رسول اکرم ﷺ نے عورت سے نکاح کے چار داعیے ہوا کرتے ہیں (۱) اس کا مال (۲) اسکا حسب (۳) اس کا جمال (خوبصورتی) (۴) دین والی کو اختیار کرو (اگر تو نے دین کو ترجیح نہ دی تو) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (بخاری، حدیث نمبر ۲۰۴۱ سنن ابوداؤد باب نکاح کا بیان دیندار عورت سے نکاح کرنا مقدم ہے حدیث نمبر ۱۲۰۴ ومسلم)

عورتوں سے شادی محض حسن کی بنیاد پر نہ کرو ان کا حسن تمہیں تباہی میں ڈال دے گا ان کی دولت ثروت (جہیز) کو شادی کی بنیاد نہ بناؤ۔ ہوسکتا ہے انکی دولت جہیز تمہیں سرکشی میں مبتلا کردے لیکن دین کی بنیاد پر تم شادی کرو کالی کلوٹی دیندار کنیز دولت والی سے اچھی ہے جو خدمت گذار اطاعت شعار رہے گی ایک اور حدیث پڑھیں یہ حدیث پاک ان نوجوانوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے جو محض حسن وجمال پر جان لٹا دیتے ہیں۔ یا دولت وثروت کی لالچ میں اپنی زندگی کا سکون قربان کردیتے ہیں اور دیانت تقوی نیک دیندار کی پرواہ نہیں کرتے فرمایا آقا ﷺ نے جس نے کسی عورت سے اس کے عزت کے سبب نکاح کیا وہ اور ذلیل ہوگا، جس نے اسکی دولت کی وجہ سے نکاح کیا وہ اور محتاج ہوگا، جس نے اس

کے حسب کے باعث نکاح کیا دنائت میں اضافہ ہوگا۔ جی ہاں جسنے کسی عورت سے صرف اس لئے نکاح کیا کہ اپنی نظر اور شہوت کی حفاظت یا اپنی سابقہ قرابت کی رعایت کر سکے تو اس شادی میں خدا مرد اور عورت دونوں ہی کے لئے برکت عطا فرمائے گا۔ (طبرانی)

آقا ﷺ نے فرمایا سبھی متاع ہے اور بہترین متاع دنیا نیک وصالح عورت ہے۔ آج ہندوستانی معاشرہ میں انگنت برائیاں ہیں ان معاشرتی برائیوں میں مئے نوشی۔ سٹہ وجوا۔ ذرہ ذرہ بات پر لڑائی جھگڑا تعلیم سے دوری اور جہیز کا مسئلہ شادی کے موقع پر ناجائز خرچ اور خرافات رسمیں کرنا انتہائی افسوس ناک اور مہلک بات ہے وہ قوم جسے رسول ﷺ رسومات کو مٹانے اور حق کو پہچانے آئے تھے وہ قوم ملت بے جا رسوم میں پڑ کر نہ صرف دولت برباد کر رہی ہے بلکہ اپنی آخرت بھی خراب کر رہی ہے اس سلسلے میں حضرت مولانا احمد رضا خاں کی کتاب (ھادی الناس فی رسوم الاعراس) لوگوں کا رہنما شادیوں کی رسموں کے بارے میں) مشہور نام رسوم شادی پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے زبردست دلائل سے آپ نے بدعات وخرافات ورسومات کی بیخ کنی فرمائی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف دینی معلومات میں اضافہ ہوگا بلکہ خوف خدا، خوف آخرت بھی دل میں آئے گی۔

مہر کی ادائیگی عورت کا شرعی حق ہے۔ دینا ضروری ہے۔

مہر کے بارے میں ہمارے معاشرے میں معلومات نہ کے برابر ہیں اور جنکو معلوم بھی ہے وہ بھی اس خدائی حکم کی پیروی نہیں کرتے جو انتہائی افسوس ناک اور عاقبت خراب کرنے والی ہے جو لوگ جہیز کے معاملے میں ذرہ برابر رو رعایت نہیں کرتے وہی لوگ عورت کا مہر ادھار آگے ادا کرنے کے لئے اٹھا چھوڑتے ہیں یہی وجہ اسکی بے برکتی کی وجہ سے زوجین میں اتنی محبت وانسیت نہیں ہوتی لڑائی جھگڑا ہوتے رہتا ہے اللہ کے رسول نے فرمایا: عورت سے فائدہ مہر دیکر حاصل کرو برکت ہوگی۔ (الحدیث)

مہر کی ادائیگی شوہر کے ذمہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے و اتوا نساء صدقتھن نحلۃ فان طبن لکم عن شئی منہ نفسا فکلوہ ھنیا مریا ترجمہ: اور عورتوں کے مہر خوشی سے دو پھر اگر اپنے دل سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ لذت حاصل کرتے ہوئے خوش گوار سمجھتے ہوئے کھاؤ۔

(القرآن، سورۃ نساء ۴ آیت ۶)

کریمہ میں رب العالمین اپنے بندوں کو یہ حکم دے رہا ہے کہ جب وہ نکاح کرے تو جو مہر مقرر ہوا ہے ضرور ادا کرے جو بیویوں کا واجبی حق ہے اگر کوئی اس حق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے یا جبری ومکاری کے ذریعے اس سے بچنے کی صورت نکالنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں مجرم ہے اور مجرموں کے معاملے میں سریع الحساب اور شدالعقاب ہے مہر نہ دینا یہ اسلام کی تعلیمات کے سخت خلاف ہے یا جھوٹے بہانے بنا کر رکھ چھوڑنا ادھار کر لینا بہت بری بات ہے مہر نکاح ادا کرنا ضروری ہے۔ شوہر کا مہر کو معمولی سمجھنا اہمیت نہ دینا اور عورت کو سمجھا سمجھا کر ادا نہ کرنے کی نیت رکھنا اتنی سخت بات ہے کہ حدیث پاک میں اس پر سخت لعنت ووعید آئی ہے حدیث نبوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا کچھ مہر مقرر کرلے پھر یہ نیت رکھے کہ اس کے مہر میں سے کچھ اس کو نہ دے گا یا اس کو پورا نہ دے گا تو وہ انی (ظالم، ناانصاف) ہو کر مریگا۔ (بیہقی شریف)

مہر کے مقرر کرتے وقت یہ کہا سنا جاتا ہے کہ مہر کون دیتا ہے اور کون لیتا ہے۔ یہ بات انتہائی نامناسب ہے اللہ

اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم صریح خلاف ورزی ہے "مہر چونکہ عام طور پر دینے کی نیت ہی نہیں ہوتی۔ لہٰذا مہر زیادہ رکھا جاتا ہے اور بڑے فخر سے خاندان میں بتایا جاتا ہے کہ ہم نے تو مہر اتنا زیادہ رکھا ہے حالانکہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر خطبہ میں ارشاد فرمایا: کہ مہروں میں زیادتی مت کرو، کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کی بات ہوتی یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو سب سے زیادہ اس کے مستحق رسول خدا ﷺ تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت کا مبارک ہونا یہ بھی ہیکہ اس کے مہر کا دینا اسکے شوہر کے لئے آسان ہو۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۴۶۸، باب المہر میں اس کی نفیس تحقیق فرمائی ہے۔ یہ عام دستور بنا ہوا ہے کہ عورت جب مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں حالانکہ مرض الموت میں معافی دیگر ورثہ کی اجازت کے بغیر معتبر نہیں ہے یعنی بیوی نے معاف کر دیا تو ایسی حالت میں وارثین کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔ آج مہر کے معاملے کو بہت آسان سمجھا جاتا ہے اسکی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی ہے حالانکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے اگر عورت کو مہر ادا نہیں کیا تو قیامت میں اس کا سخت مواخذہ ہوگا عورت کو یہاں تک حق ہے کہ اگر مہر معجل مقرر کیا گیا ہے تو بغیر مہر وصول کئے عورت اپنے اوپر قابو نہ دے (فائدہ حاصل نہ کرنے دے) تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ (اللہ اعلم و رسولہ) ان تمام معاملے میں خاص کر جہیز کی مانگ کے سلسلے میں واعظین علمائے کرام اہل علم و دانش، سماج کے بھی دانشور حضرات تحریک چلائیں کم از کم اپنے محلے اپنے علاقے پر کوشش کریں برابر محنت کریں تا کہ اس برائی سے نجات پایا جا سکے اللہ ہم سب کو دین اسلام کے احکام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

□ □ □

(۔۔۔بقیہ ص ۳۷) انداز میں دین حق کی طرف بلایا۔ حضرت خواجہ کی ذات گرامی اخلاق رسول اللہ ﷺ کا ایک بہترین نمونہ تھی جس کی تاثیر و کوشش سے ہر طبقہ کے لوگ کھینچے چلے آتے تھے۔ آپ کی بابرکت و فیض بخش مجلسوں میں جہاں دین و شریعت کے اسرار و رموز کا تذکرہ ہوتا وہیں تہذیب و تمدن سے بھی حاضرین کو روشناس کرایا جاتا اور انہیں اسلامی اخلاق و کردار کی تعلیم دی جاتی، ذات پات، اونچ نیچ، چھوت چھات اور طبقاتی فرق و امتیاز کی جو دیواریں کھڑی تھیں آپ کی اخوت و انسانیت کی جامع تعلیمات سے گر گئیں۔ آپ کی خانقاہ ایک چشمہ فیض بن گئی جس سے تشنگان علم و معرفت برابر سیراب ہوتے تھے۔ اس خانقاہ میں سرکار خواجہ غریب نواز نے ایک وسیع لنگر خانہ جاری کیا جس کے دروازے بلا تفریق مذہب و ملت مسلم و غیر مسلم سب کے لئے کھلے رہتے تھے اور ہر شخص اس عام لنگر خانے سے فیض یاب ہوتا تھا۔ آپ کے اخلاق کریمانہ میں اس درجہ تاثیر و کشش تھی کہ جو لوگ اپنی کوش بختی سے ایک بار آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آپ کے ارشادات سن لیتے تھے وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جایا کرتے تھے۔

غرض کہ سرکار خواجہ غریب نواز کی تبلیغی تحریکات کی بدولت ہندوستان میں ایک عظیم الشان روحانی و سماجی انقلاب نے جنم لیا۔ اس لئے آپ کو نائب رسول اللہ فی الہند بجا طور پر کہا جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ کے فیوض و برکات سے سبھی قارئین اور تمام مسلمین کو مالا مال فرمائے۔ آمین

□ □ □

عطائے رسول مدینہ منورہ سے اجمیر مقدس تک

از: مولانا عبدالباقی رضوی مرکزی، مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا، سی بی گنج بریلی شریف

نائب النبی سلطان الہند عطائے رسول خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندانی حالات سرور عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ سے لے کر کئی پشت نیچے تک جو کتابوں میں نظر آتے ہیں وہ اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ کے آباء اجداد کو علم و فضل، زہد و تقویٰ، حق طلبی، حق شناسی اور خودداری میں خاص امتیاز حاصل رہا ہے اور جس طرح حضرت رسول خدا ﷺ کا شجرۂ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرور عالم ﷺ تک کفر و شرک سے پاک و صاف ہے اسی طرح خواجۂ ہند کا شجرۂ نسب سرور عالم ﷺ سے لے کر حضرت خواجہ بزرگ تک شرک و ارتداد اور کفر و معاصی کی آلائشوں سے منزہ و مبرا ہے بلکہ اسی خاندان رسالت میں بعض ایسے مشہور عالم امام بھی ہوئے ہیں جو علم و فضل اور فقر و درویشی میں یگانۂ روزگار تھے۔ چونکہ خلفائے عباسیہ سادات کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے بایں وجہ گمان غالب ہے کہ آپ کے آباء اجداد نے وطن سے ہجرت کر کے دار الخلافت (بغداد) سے دور سنجر (واقع سیستان) میں اقامت اختیار فرمائی۔

آفتاب ولایت کی جلوہ نمائی: ۵۳۷ھ میں رجب المرجب کا چاند ۱۳ تاریخ کو اپنی منزل کمال تک پہونچا سنجر کی بستی کے لوگ چین کی نیند سو رہے تھے۔ رات کی دہلیز پر تیسرے پہر نے دستک دی اور تہجد گزاروں کی آنکھ کھل گئی جاگنے والے صبح صادق جیسا اجالا دیکھ کر چونک پڑے گمان یہ گزرا کہ آج نماز تہجد قضا ہوگئی گھبرا کر کھلی فضا میں نکل آئے تو دیکھا کہ ایک شعاع نور آسمان کے بے کراں رفعتوں سے خط مستقیم بنائے ہوئے خواجہ سید غیاث الدین حسن کے دولت کدے پر مرتکز ہے اسی کی روشنی نے صبح کا سماں پیدا کر رکھا ہے۔

یہ حیرت ناک منظر تہجد گزاروں کے ذوق تجسس کو بیدار کر کے انہیں کشاں کشاں مینارۂ نور تک لے گیا۔ وہاں پہونچے تو ایک نومولود بچے کی پہلی آواز نے ان کی سماعتوں کے دامن پر پھول برسائے۔ خواجہ سید غیاث الدین حسن باہر چبوترہ پر سر بسجود تھے کیوں کہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے سے بہتر بارگاہ نعیم کے لئے بندے کے پاس کوئی نذرانہ ہے بھی تو نہیں۔ دایہ نے آکر ولادت فرزند کی خوش خبری دی تو حاضرین نے مبارک باد پیش کی۔

نماز فجر کے بعد پوری بستی میں ثقہ راویوں نے رات کے مشاہدے کی تفصیلات بیان کر کے یہ مبارک خبر سنائی کہ اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کی ولادت نے سنجر کی قسمت جگادی ہے شام تک حسنی حسینی باغ کے اس گل نوشگفتہ کی زیارت کے لئے بھیڑ لگی رہی۔

قطعہ تاریخ ولادت: سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سن ولادت میں تاریخ نویسوں اور تذکرہ نگاروں کے بڑے اختلافات ہیں مگر زیادہ تر مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ دوشنبہ کے دن صبح صادق کے روح پرور اجالے میں ہوئی۔ آپ کا مقام ولادت سنجر ہے۔ سرور نام کے کسی شاعر نے آپ کا

سال ولادت درج ذیل مصرعوں میں نظم کیا ہے۔

سید عالم معین الدین ولی

مقتدائے دین شہ ہندوستاں

سال تولیدش بگو "بدر المیر"

(۵۳۷ھ)

باز سرور عارف صوفی بخواں

(۵۳۷ھ)

"بدر المیر" اور "عارف صوفی" دونوں کے الگ الگ اعداد ۵۳۷ھ ہیں۔

شکم مادر میں کلمۂ طیبہ کا ورد: آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ بی بی ام الورع ماہ نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے روایت ہے کہ جس وقت سے معین الدین حسن کے جسم مبارک میں روح ڈالی گئی اس وقت سے پیدائش تک آپ کا معمول یہ رہا کہ نصف شب سے دن چڑھنے تک آپ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور میں اپنے کانوں سے آپ کے ذکر کی آواز سنا کرتی تھی مزید آپ فرماتی ہیں کہ معین الدین حسن صلب پدر سے میرے شکم میں منتقل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خیر و برکات کے دروازے کھول دیئے ہمارے گھر میں خیر و برکت کی فراوانی و کثرت ہوگئی اور ہمارا دل اطمینان و سرور سے لبریز و معمور ہوگیا۔

بچپن میں لہو لعب سے دوری: آپ عام بچوں کی طرح کبھی اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل کود میں شریک نہیں ہوئے اور نہ کبھی آوارہ، آزاد، بدزبان اور گندے بچوں کی صحبت اختیار کی۔ اس میں والدین اور گھر والوں کی صفتوں کے اثرات، ان کی تربیت و نگرانی کے ساتھ ساتھ پروردگار عالم کے خصوصی فضل و احسان اور انعام و اکرام کی پاک و پاکیزہ رنگ آمیزی و اثر آفرینی تھی۔

بالائے سرش زہوشمندی

می تافت ستارۂ بلندی

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حلیہ شریف: تاریخ و سیر کی متعدد کتابوں میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کا حلیہ شریف اس طرح تحریر کیا گیا ہے جس سے آپ کا مقدس سراپا نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے سرخ و سفید رنگ، دراز قد، موزوں جسم، متناسب اعضاء، چوڑے شانے، کشادہ پیشانی، بڑی لمبوتری آنکھیں، ستواں ناک، بھری ہوئی سفید داڑھی، لبوں پر رقص کرتا تبسم، لوگوں کو روشن کردینے والا پر نور چہرہ اقدس، چلنے میں متانت و وقار، اٹھنے بیٹھنے میں ایک انفرادی شان اور بات چیت کا انداز نہایت شیریں اور پرکشش۔ غرض آپ رنگ و روپ ناک نقشے، چال ڈھال، وضع قطع اور ظاہر و باطن ہر لحاظ سے حسین، خوب صورت اور جاذب نگاہ تھے۔ پہننے اوڑھنے اور کھانے پینے کا کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

عطائے رسول کی اجمیر مقدس آمد: حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ ادائیگی حج کے بعد مدینۂ منورہ حاضر ہوئے اور عرصے تک وہاں مشغول عبادت رہے، بقول بعض مسجد قبا میں طویل قیام فرمایا۔ اسی موقع پر ایک روز آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہوئی کہ: "اے معین الدین! تو میرے دین کا معین (مددگار) ہے میں نے ولایت ہندوستان تجھ کو عطا کی وہاں کفر و شرک کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجمیر جا تیرے وجود سے وہاں کی ظلمت کفر دور ہوگی اور اسلام کا اجالا پھیلے گا"

آپ اس بشارت بہت خوش ہوئے مگر حیران تھے کہ الٰہی اجمیر کہاں ہے اور کون سا مقام ہے، اسی عالم تحیر میں آپ کی

آنکھ لگ گئی اور حضور سرورِ عالم ﷺ نے آپ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ طرفۃ العین (پلک جھپکتے) میں آپ کو تمام شہر وقلعہ اور کوہستان دکھلا دیا اور ایک بہشتی انار عطا فرما کر رخصت فرما دیا۔

سیر الاقطاب میں سرکار خواجہ غریب نواز کو حضور رسالت مآب ﷺ سے ہندوستان میں آنے کا حکم بیداری کی حالت میں ملنے کی تفصیل اس طرح درج ہے:

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سیر وسیاحت کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچ کر وہاں چند دنوں قیام فرمانے کے بعد کعبۂ عاشقاں مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین پر پہنچے اور روضۂ سرکار اقدس ﷺ پر غلامانہ حاضری کی سعادت حاصل کی اور چند دنوں آپ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ ایک دن روضۂ مطہر کہ منورہ سے ندا آئی کہ معین الدین کو بلایا جائے۔ خادم آستانہ نے وہاں موجود تمام زائرین وعاشقان رسول کو مخاطب کر کے اوازلگائی کہ معین الدین کس کا نام ہے حاضر ہو۔ اس کے جواب میں کئی آوازیں آئیں کہ آپ کس معین الدین کو بلا رہے ہیں یہاں تو اس نام کے بہت سے غلام حاضر ہیں خادم لوٹ کر پھر آستانۂ پاک پر آئے دوبارہ روضۂ پاک سے آواز آئی کہ معین الدین چشتی کو بلاؤ۔ خادم آستانہ نے حکم کے مطابق معین الدین چشتی کو آواز دیکر کہا کہ آپ حاضر بارگاہ ہوں۔ پھر کیا تھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی کیفیت عجیب وغریب ہوگئی، افتاں وخیزاں، گریاں ونالاں لبوں پر درود پاک کے پھول سجا کر روضۂ رسول کے مقدس آستانے پر سراپا ادب ونیاز بن کر کھڑے ہوگئے اندر سے آواز آئی کہ اے قطب المشائخ اندر آجاؤ۔ آپ ازخود رفتگی، بے خودی اور دیوانگی کے عالم میں بھی ہوش وحواس اور ادب واحترام کا دامن تھامے اندر حاضر ہوئے۔ آپ کی قسمت بیدار ہوئی کہ حالت بیداری میں رسول اکرم ﷺ کے جمال جہان آرا کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے آقائے کریم نے ارشاد فرمایا: ''معین الدین تو ہمارا عین دین ہے لیکن تجھے ہندوستان جانا ہوگا وہاں ایک جگہ اجمیر ہے جہاں میرا فرزند سید حسین نامی تبلیغ دین وجہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے گئے تھے اب وہ شہید ہوگئے ہیں جس کے سبب وہ جگہ کافروں کے تسلط میں آگئی ہے تمہارے قدموں کی برکت سے وہاں اسلام پھیلے گا اور وہاں کے کافر مغلوب ہوں گے''۔

[سیرت خواجہ غریب نواز، ص ۲۰۲، ۲۰۱]

کسی پر بھی اپنی باتوں کا اثر قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے سامنے اپنی ذات تسلیم کرائی جائے نبی کریم ﷺ نے تبلیغ سے پہلے اپنی قوم کے سامنے اعمال وکردار اور اخلاق واخلاص کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ سب بیک زبان آپ کو ''امین اور صادق'' جیسے مقدس وپر وقار خطابات سے یاد کرنے لگے۔ اس کے بعد پھر اعلان نبوت فرما کر آپ نے تبلیغ شروع فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ کی عطا اور آپ کے نائب ووارث سرکار خواجہ غریب نواز بھی اپنے رحیم وکریم آقا کی اس سنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوئے اور کچھ کہنے سے پہلے خود کر کے دکھایا ورنہ ''لم تقولون مالا تفعلون'' کا مصداق بننے والوں کی باتوں میں اثر پیدا ہوجانا ناممکن ہی نہیں محال ہے ساتھ ہی سرکار خواجہ غریب نواز نے قرآن مقدس کی آیت ''ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ'' کو بھی سامنے رکھا اجمیر شریف میں سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً پچاس سال تک قیام فرمایا۔ اس مدت میں آپ نے قرآنی ونبوی طریقۂ تبلیغ کو اختیار کر کے مخلوق خدا کو حکمت وموعظت کے دل نشیں

(بقیہ ص ۳۴ پر ---)

مرکز الدرسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف سے فارغ ہونے والے طلباء کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

دستار فضیلت

علمائے کرام ۲۰۱۶ء

نمبر شمار	اندراج نمبر	اسمائے فارغین	ولدیت	ضلع	صوبہ
1	1902	عثمان غنی	الفت حسین	اتر دیناجپور	بنگال
2	1896	محمد کاشف رضا	محمد جابر حسین	ارریا	بہار
3	1892	محمد فرحت حسین	عبدالقیوم	پورنیہ	بہار
4	1895	محمد اعظم	محمد ہاشم	بریلی	یوپی
5	2673	اظہر حسین	معین الدین	کشی نگر	یوپی
6	2897	شاداب انور	محمد ہاشم	مظفر پور	بہار
7	1329	محمد سعید اللہ	چاند علی	گوپال گنج	بہار
8	1316	محمد قاسم رضا	محمد اسرار رضا	بریلی	یوپی
9	1632	مظفر علی	سرور علی	بریلی	یوپی
10	3042	نثار احمد	قاسم عالم	اتر دیناجپور	بنگال
11	1894	محمد عمران رضا	محفوظ عالم	کشن گنج	بہار
12	1613	محمد زبیر عالم	محمد سمیر عالم	مظفر پور	بہار
13	1353	محمد تحسین رضا	محمد انعام خاں	ہردوئی	یوپی
14	1194	محمد عبدالرزاق	محمد انعام الحق	گڑھوا	جھارکھنڈ
15	1907	محمد احمد خان	سجاد حسین	لکھیم پور	یوپی
16	2057	غازی اکرم	مسٹر عالم	پورنیہ	بہار
17	2682	محمد ابصار احمد	محمد تعلیم الدین	پورنیہ	بہار
18	1625	محمد ابو راغب	محمد رفیق عالم	کشن گنج	بہار
19	2674	محمد انور علی	محمد عیسیٰ میاں	سرلاہی	نیپال
20	1357	محمد سہیل انور	محمد یامین احمد	بریلی	یوپی
21	1623	ناظم حسین	علی حسین	سنبھل	یوپی
22	2422	احمد رضا	عبدالصمد	باندہ	یوپی

23	2677	محمد علاء الدین	محمد منیر عالم	سرلاہی	نیپال
24	2056	محمد قوسین	عبدالرحمن نوری	پورنیہ	بہار
25	1336	اعجاز احمد	نثار احمد	بیلگام	کرناٹک
26	2683	محمد توقیر رضا	محمد مجیب الرحمن	پورنیہ	بہار
27	3200	محمد اکبر علی	محمد مصطفیٰ	سیتامڑھی	بہار
28	1631	محمد عارف رضا	محمد تفر اللہ	پیلی بھیت	یوپی
29	1618	محمد حامد رضا خاں	محمد اسرائیل خان	سیتامڑھی	بہار
30	2295	محمد شہناز عالم	محمد صدیق عالم	کشن گنج	بہار
31	2371	محمد مسجد رضا	مسعود رضا	پورنیہ	بہار
32	3114	محمد پرویز عالم	محمد مشتاق احمد	سیتامڑھی	بہار
33	1653	محمد افضل رضا	محمد تجمل حسین	لکھیم پور	یوپی
34	2675	محمد تحسین رضا	محمد شہناز عالم	کٹیہار	بہار
35	1211	محمد رضا خاں	محمد ولی اللہ خان	ارول	بہار
37	1616	محمد علی شیر	عبدالمنّان	کشی نگر	یوپی
38	1624	محمد غلام جیلانی	محمد عالمگیر نظامی	گوپال گنج	بہار
39	3135	محمد اشرف رضا	محمد انور علی	گریڈیہ	جھارکھنڈ
40	2901	محمد رحمت علی	شفیع محمد	سرلاہی	نیپال
41	2372	رئیس القادری	محمد حسین	مظفر پور	بہار
42	2676	محمد عرفان رضا	غلام رسول رضوی	گریڈیہ	جھارکھنڈ
43	2789	محمد نوید الحسن	محمد شفیع الحق	کٹیہار	بہار
44	2970	محمد عامر	موسم علی	شاہ جہان پور	یوپی
45	2499	قمر خاں	ایوب خاں	بریلی	یوپی
46	1226	محمد نثار احمد	محمد جان	فرخ آباد	یوپی
47	1703	محمد تسلیم رضا	محمد اخلاق حسین	قنوج	یوپی
48	3426	محمد شاکر حسین	محمد صابر حسین	دربھنگا	بہار
49	3009	محمد افتخار عالم	محمد طیب عالم	سیتامڑھی	بہار
50	3324	محمد شاہ عالم	محمد سفیر الدین	کشن گنج	بہار

51	3479	محمد احمد	ارشاد احمد	بریلی	یوپی
52	3735	محمد احسن رضا	غیور احمد	بریلی	یوپی
53	3737	محمد واجد علی	محمد فیاض علی	لکھیم پور	یوپی
54	3740	مشہود رضا	مختار عالم	مرادآباد	یوپی
55	3743	محمد نوشاد عالم	محمد فرید عالم	کٹیہار	بہار
56	3749	محمد عرفان	نظام الدین	بوکارو	جھارکھنڈ
57	3824	سید احمد گبیر	سید محمود اشرف	پورنیہ	بہار

دستار حفاظ کرام ۲۰۱۶ء

نمبر شمار	اندراج نمبر	اسمائے قارئین	ولدیت	ضلع	صوبہ
1	1748	محمد عاشق علی	محمد عابد علی	بریلی	یوپی
2	3330	محمد مشاہد رضا	محمد مقیم خان	قنوج	یوپی
3	2098	محمد رضا علی	نزاکت علی	بریلی	یوپی
4	3285	محمد نور عالم	محمد منصور	مظفر پور	بہار
5	2313	محمد منہاج عالم	محمد ذوالفقار	فرخ آباد	یوپی
6	2800	محمد سمیر رضا	نصیر احمد	بریلی	یوپی
7	3329	محمد طاہر رضا	محمد شفیق خان	قنوج	یوپی
8	3124	محمد شفقت رضا	مطلوب حسین	شاہ جہانپور	یوپی
9	2821	محمد شاداب	محمد فاروق	بریلی	یوپی
10	3027	احمد علی	محمد رفیع	بریلی	یوپی
11	2867	محمد قمر	واحد بیگ	بریلی	یوپی
12	3312	محمد مظہر	محمد اشفاق	بریلی	یوپی
13	2434	محمد ممتاز علی	لیاقت حسین	بریلی	یوپی
14	2760	محمد نوشیرواں	محمد امیر الدین	کشن گنج	بہار
15	3211	توصیف احمد	معراج الدین	بڑگام	جموکشمیر
16	1700	محمد مبشر رضا	محمد ہاشم رضا	مظفر پور	بہار
17	3337	محمد نعمان رضا	محمد حسین الدین	بریلی	یوپی

(بقیہ ص ۲۱ پر)

son of the late Mustafa Ilyas Al-Hanafi Al-Mufti,
Madinah Munawwarah (may Allah forgive him)

With the exception of these great personalities, and in the light of the same principal of Shariah, two hundred and sixty eight (268) distinguished Ulama of Makkah, Madinah, India, Sindh, Baluchistan, Punjab, Dakkah, Kaukan, Bengal and Bihar have passed a unanimous decree in "Husaamul Haramain" and "As Sawaarimul Hindiyah" stating that, Mirza Ghulam Ahmed Qadiani, Molvi Qasim Nanotvi, Rasheed Ahmed Gangohi, Khaleel Ahmed Ambethwi and Ashraf Ali Thanvi have attributed lies to Allah and have committed blasphemy in the Court of the Holy Prophet Sallal laahu alaihi wasallam. They have also rejected the necessary beliefs of Deen (Zaroori'aat-e-Deen) by their words and actions, such as by rejecting the belief regarding Khatm-e-Nubuiwat. Due to this, and according to the Shariat-e-Islamia, they are kaafir and murtad without any doubt, and all those who doubt their kufr and punishment are kaafirs as well. (Husaamul Haramain pg 208 – Al Mu'tamadul Mustanad pg 250)

As the Ahle Sunnah Wal Jama'at, it is incumbent upon us to accept and confirm the above mentioned verdicts and according to Husaamul Haramai acknowledge and accept all the above mentioned individuals as kaafir and murtad and also regard all those as Kaafir, who after knowing well their corrupt beliefs, still regard them as Muslims and as their leaders. It is a compulsion upon us to accept will full understanding all the mentioned statements of Husaamul Haramain, word for word, to be true and correct and to support and endorse it in totality. Every true Muslim must also accept that all those individuals and firqas (sects) who are against the Aqida of the Ahle Sunnat Wal Jama'at, such as wahabis, deobandis, raafdhis (shia) etc. are misled and without Deen. In actuality we should accept all such persons and groups to be infidels and renegades. One must accept that to associate with them or have any unity with them is totally Haraam and impermissible and if in the past if one has had association with them or tried to defend their corrupt beliefs, or had any unity with them, they should completely retract from such shortcomings and mistakes and repent from doing so with a sincere heart. It was not only the verdict of Imam Ahmed Raza Radi Allahu anhu against the insulters and renegades, but in the past, the learned Scholars have passed the same ruling, and Imam Ahmed Raza Radi Allahu anhu based his decrees on the words of the pious predecessors and remained firm on their firm way. The great personality Imam Qadi Abu Yusuf radi Allahu anhu

(Cont.....)

and bestow upon us mercy from Your Presence. Lo: You, only You are the Bestower" (3:8).

O our Lord! We believe in whatever You have revealed and follow Your Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم). Write us amongst the witnesses. You are glorified; Your glory is above all. Your kingdom is dominant. Your Divine Word is Glorious. Your favours upon us are pre-eternal. Your verses and guidance are free from all defects and faults. We only worship You. You have guided us to the true religion and afforded us to speak truth.

You have sent to us the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم), who is the leader of all illustrious Apostles and he himself is the Chosen One, our Master and Leader, Muhammad bin Abdullah has been commissioned with such miracles and signs, which have rendered the intellects of men imbecile.

His arguments are very superior and miracles magnificent. I have believed in his Apostle-ship and Prophet-hood. We have followed him as well as respected him. We have helped his religion. O our Lord! Praise be to You as it must to be. Praise is only due to You. You have shown us the right path. O our Lord! Send such blessings and salutations which are most befitting upon the one who has led us to you on the straight path and send in the same manner peace and blessings upon his descendants and his companions. O' our Lord! Grant good recompense to the narrators and supporters of his Shariah and religion in all eras and in all cities, and the best of the spiritual benefits.

After the praise of Allah and tributes to the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم, I acknowledge that I have had an opportunity to study the book namely "Al-Mu'tamad Al Mustanad", written by the Allama and savant of Deen, Maulana Ahmad Raza Khan, wherein he has thrown light on the beliefs of the molvis of India who have gone astray. May Allah enhance this goodness of his with excellent recompense in the hereafter. He has refuted such people, who have gone out of the folds of Islam, and pointed out such groups, who have become irreligious and apostates. I have carefully read this judgement written in "Al-Mu'tamad Al Mustanad".

I feel that this is an important judgement on this topic and extraordinary in its nature. It depends upon truthfulness. Allah, the Exalted, may grant him better recompense from His Prophet صلی اللہ علیہ وسلم, His religion and all the believers. May He grant him a long life till the removal of doubts spread by those who are astray, and also create in abundance in Ummah persons who are similar to him in character, knowledge and action. Ameen!

Servant of Allah, The Exalted,
Muhammad Taajud'deen

Part (3)

A JUST ANSWER TO THE BIASED AUTHOR

REFLECTING THE TRUE MEANING OF "IMAN, KUFR AND TAKFEER"

By: HUZOOR SAYYIDI TAAJUSH SHARIAH ALLAMA MUFTI
Muhammad Akhtar Raza Khan Qadri Azhari
(Allah Preserve him)

(Cont.....)

Their intellectual and magnificent arguments have destroyed the device of the misled people. After blessings and salutations, I put forward that I have seen the writing penned down by an accomplished teacher, an proficient champion of the religion of the Holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم pure and modest words, in other words, (I refer to) my dear brother and companion Maulana Ahmad Raza Khan.

Whatever has been recorded in his commendable effort, has strongly falsified the ghastly profession of belief and irreligiousness of some renegade leaders. Such people are worse than any enemy, unclean persons, mischief-mongers and obstinate men. The illustrious scholar has put up an embodiment of some articles wherein some molvis professing bad beliefs have specially been mentioned. Such people, due to their misguidance and beguilement are considered to be amongst the meanest disbelievers.

May Allah grant the author good recompense for his laudable efforts. The author has, indeed, brought their mischiefs and blasphemous acts to naught. Allah willing, this writing shall create a great weight of faith in the hearts of men of faith.

This eulogy has been written by the orders of one hopeful of attaining perfection from his Lord:
Muhammad Sa'eed Bin Muhammad Ba Busail

Mufti of Shafi'i in Makkah the protected. May Allah forgive his parents, well-wishers, brothers and all the believers.

SECOND ACCLAMATION

This acclamation was written by Maulana Mufti Taajud'deen Ilyas, the Chief of Superior jurists, candle of the legislators, Great Mufti of Hanafiyah of Madinah Munawwarah, helper of the Sunnah with boldness and courage (he may always be applauded by Allah and general people).

Allah's Name we Begin with, The Compassionate, Most Merciful - "O our Lord! Do not allow our hearts to go astray after You have guided us;

Mahnama
Sunni Duniya
82, Saudagran, Bareilly -234003 **Editor: Asjad Raza Khan**
United Printers Hamidi Complex, Gali Wazir Ali, Bara Bazar, Bareilly

Title Code : UPMUL00639
RNI Ref. No. 1279986
April- 2016
Rs. 20/-

اہم خوش خبری

ہمیں تمامی قارئین سنی دنیا کو یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ قاضی القضاہ فی الہند حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی سرپرستی اور علامہ ابوحسام محمد عسجد رضا قادری کی ادارت میں شائع ہونے والا ''ماہنامہ سنی دنیا'' ہر مہینے انٹرنیٹ پر ہماری مرکزی ویب سائٹ www.aalaahazrat.com پر پڑھ سکتے ہیں۔

Under Management

IMAM AHMAD RAZA TRUST
82, Saudagaran,
Bareilly Shareef (U.P.)

باہتمام

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲ر سوداگران، بریلی شریف (یوپی)